ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

43

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

22 تا 28 ربیع الثانی 1445ھ / 7 تا 13 نومبر 2023ء

بنی اسرائیل ...... قرآن کی نگاہ میں

''اے بنی اسرائیل، یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔'' (سورۃ البقرۃ:47)

''ان پر (یعنی بنی اسرائیل پر) ذلت وخواری اور پستی و بدحالی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے، یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ وہ اللہ کی آیات کا کفر کرنے لگے! اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے۔ یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرع سے نکل جاتے تھے۔'' (سورۃ البقرۃ:61)

''اور اب جو ایک کتاب (قرآن حکیم) اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، (ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا کیا برتاؤ ہے؟) باوجودیکہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی (یعنی تورات)، باوجودیکہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آ گئی، جسے وہ پہچان بھی گئے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ کی لعنت ہے ان منکرین پر۔ کیسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے، اس کو قبول کرنے سے صرف اس ضد کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل (وحی و رسالت) سے اپنے جس بندے کو خود چاہا، نواز دیا۔ لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں، اور ایسے کافروں کے لیے سخت ذلت آمیز سزا مقرر ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:90،89)

ترجمہ از تفہیم القرآن
مولانا مودودیؒ

اس شمارے میں

جنگ کے سائے میں تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع

پاکستان اور افغانستان تعلقات

فلسطینیوں کی مدد ...... مگر کیسے؟

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟

اب عہد غلامی کر لو......!

فتنۂ دجال (3)

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1059

کس نے پیدا کیا اور کون دوبارہ زندہ کرے گا

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 63، 64

اَمَّنۡ یَّہۡدِیۡکُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَنۡ یُّرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۶۴﴾

آیت: ۶۳ ﴿اَمَّنۡ یَّہۡدِیۡکُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَنۡ یُّرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ﴾ ”بھلا کون ہے جو تمہیں راستہ دکھاتا ہے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں؟ اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو بشارت دیتی ہوئی اپنے بارانِ رحمت کے آگے آگے؟“

﴿ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۳﴾﴾ ”کیا کوئی اور معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ؟ بہت بلند و بالا ہے اللہ اُس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔“

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جو بادلوں کے آگے آگے بارانِ رحمت کی نوید بن کر چلتے ہیں‘ کیا انہیں چلانے اور بحر و بر کی تاریکیوں میں تم لوگوں کو درست راستے سجھانے میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کا بھی کوئی حصہ ہے؟

آیت: ۶۴ ﴿اَمَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ﴾ ”بھلا کون ہے جو ابتدا میں پیدا کرتا ہے مخلوق کو‘ پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون ہے جو تم لوگوں کو رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے؟“

﴿ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۶۴﴾﴾ ”کیا کوئی اور معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ؟ آپ کہیے کہ لاؤ اپنی دلیل‘ اگر تم سچے ہو؟“

درس حدیث

تقویٰ اور حسن اخلاق

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ، وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) (رواہ الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم جہاں کہیں بھی ہو‘ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھا کرو اور گناہ کے بعد نیکی کرلیا کرو‘ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا ڈالے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے اور اللہ کی رضا میں اپنی رضا سمو دینے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو (اور جس حال میں ہو) اللہ کا تقویٰ اختیار کرے کہ اس طرح وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ شیطان کا وار اُس پر اثر نہیں کرے گا۔ اگر کہیں غفلت میں مبتلا ہو کر اُس سے گناہ کا صدور ہو جائے تو فوراً نیکی کا کام کرے‘ اس لئے کہ نیکیاں بہت سے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ معاشرتی زندگی میں بندۂ مومن کی بہترین صفت حسن اخلاق ہے‘ سو حکم ہے اعلیٰ اخلاق کو اختیار کیا جائے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیمِ اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
22 تا 28 ربیع الثانی 1445ھ جلد 32
7 تا 13 نومبر 2023ء شمارہ 43
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیمِ اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنگ کے سائے میں
تنظیمِ اسلامی کا سالانہ اجتماع

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ اجتماع اس مرتبہ ان حالات میں منعقد ہو رہا ہے کہ فلسطینی مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ چکی ہے۔ کہنا تو ہمیں یہ چاہیے تھا کہ امتِ مسلمہ پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے، لیکن امتِ مسلمہ کہیں دکھائی دے رہی ہوتی تو ہم اُس کا ذکر کرتے۔ دنیا بھر کے مسلمان تو بعد کی بات ہے ہمیں تو عرب بھی متحد نظر نہیں آتے۔ یو اے ای کا رخ کچھ اور ہی نظر آ رہا ہے۔ اُس کی ایک خاتون وزیر نے کھلم کھلا حماس پر تنقید کی ہے۔ جذباتیت سے ہٹ کر اگر منطق کو اس رویے کی بنیاد بنا کر غور و فکر کریں تو مسلمانوں کی یہ ٹوٹ پھوٹ دو اور دو چار کی طرح واضح نظر آتی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ ہستی جسے مسلمان نظریاتی طور پر اور زبانی طور پر کائنات کی عظیم ترین ہستی قرار دیتے ہیں اور جن کے بارے میں ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اختتامی ہی نہیں تکمیلی بھی ہے اور دائمی بھی ہے یعنی حضرت محمد ﷺ۔ اُنہوں نے تو مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایک ہی جسد قرار دیا تھا۔ اس سے وہ امت وجود میں آئی جو امتِ مسلمہ کہلائی جس کے ایک حصے کی تکلیف اور درد دوسرے حصہ کو خود پہنچ جاتا، لیکن جب مسلمانوں نے امت کے بانی اور حقیقی رہنما سے اپنے تعلق کو کمزور کر لیا، پھر علاقائی اور ذاتی مفادات اور اقتدار کی ہوس نے مسلمانوں کو بُری طرح بکھیر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امتِ مسلمہ کی اصطلاح تقریروں اور تحریروں تک محدود ہو کر رہ گئی اور اُس کا وجود عملاً ختم ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ آج یہودی نام کی وہ قوم جسے اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کا بدترین دشمن قرار دیتا ہے، مسلمان مرد اور عورتوں کے ہی نہیں چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے اجسام کو پرزے پرزے کر کے ہوا میں اچھال رہا ہے۔ ایسے میں مسلمان عملی طور پر کچھ کرنے کی بجائے بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں یا زیادہ سے زیادہ اسرائیل کی زبانی مذمت کر رہے ہیں۔ فلسطینیوں کو محض جھوٹی سچی تسلیاں دے رہے ہیں۔ ان میں اتنی جرأت نہیں کہ اسرائیل کے خلاف ایسے اقدامات کریں جس سے اسے یا اُس کے سرپرست امریکہ اور یورپ کو سفارتی، معاشی اور تجارتی سطح پر کوئی نقصان پہنچے۔

اسرائیل کی نگاہِ بد اس وقت مسجد اقصیٰ پر مرکوز ہے جسے وہ زمین بوس کر کے تھرڈ ٹمپل قائم کرنا چاہتا ہے۔ جن عرب علاقوں پر قبضہ کر کے وہ اُنہیں گریٹر اسرائیل کا حصہ بنانا چاہتا ہے وہاں کے عربوں کو صلح و صفائی اور امن و امان کا چکر دے کر اپنے جال میں پھنسا رہا ہے۔ عرب حکمرانوں کے قلوب و اذہان کو اقتدار اور دولت کے نشہ نے اس بُری طرح جکڑا ہوا ہے کہ وہ دشمن کے اصل وار کو سمجھ ہی نہیں پا رہے۔ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اگر مسلمان امریکہ اور اسرائیل کے سامنے اچھے بچے بن کر رہیں گے تو اُن کا اقتدار بھی قائم رہے گا اور عرب امن و امان میں بھی رہیں گے۔ سوال یہ ہے اور یہ ہے بھی بڑا اہم سوال جس کا جواب فیصلہ کن ثابت ہو سکتا ہے، کہ کیا اسرائیل عرب حکمرانوں کے اقتدار کی خاطر اور عرب عوام کے امن و امان کی خاطر اپنا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ تج کر دے گا جو اُن کے مذہبی عقیدے کا جزو لاینفک ہے؟ کوئی نادان ہی اس کا جواب اثبات میں دے سکتا ہے۔ بہرحال ہم نے امتِ مسلمہ پر رونا دھونا اور فلسطینیوں کی اس انتہائی مخدوش حالت پر اپنے غم کا اظہار ہی کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے!

اب ہم تنظیمِ اسلامی کے سالانہ اجتماع کے حوالے سے رفقاء کے سامنے اپنی چند گزارشات رکھیں گے۔ اُمتِ مسلمہ کے لیے اللہ اور اُس کے آخری رسول ﷺ نے سال میں دو دن بطور عید مقرر کیے، یکم شوال کو عید الفطر سے موسوم کیا گیا اور دس ذوالحجہ کو عید الاضحیٰ کا نام دیا گیا۔ ان دو دنوں کے علاوہ کسی تیسرے دن کو عید

قرار دینا یقیناً بدعت ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی منشاء کے خلاف ہے۔ البتہ اسے محض لغوی معنی کے حوالہ سے دیکھا جائے تو اس کا مطلب ہے لوٹ کر آنے والا دن۔ اور اس میں خوشی اور اظہار مسرت کا عنصر بھی مضمر ہے۔ اس لیے کہ اُس ماہ مبارک کو پالینا جسے اللہ رب العزت نے اپنا مہینہ کہا ہے اور اُس کی ایک رات کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت کو ادا کر لینا، اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان کی زندگی میں یہ خوشیوں بھرے دو تہوار لوٹ لوٹ کر آئیں۔ چنانچہ اردو زبان میں لفظ 'عید' کو خوشی اور جشن کا مترادف قرار دیا گیا۔ اسی لیے کہا اور لکھا جاتا ہے کہ "فلاں کی تو عید ہوگئی"۔ یہ عید ہر انسان کی اپنی سوچ، فکر، خواہشات اور ترجیحات کے مطابق ہوتی ہے۔ مثلاً اپنے کاروبار اور تجارت کو ترجیح اوّل دینے والے تاجر کا مال دُگنی اور چوگنی قیمت پر فروخت ہو جائے تو اُس کی عید ہو جاتی ہے۔ ایک سماجی کارکن جب رضا کارانہ طور پر کسی کی مدد کرتا ہے تو اُس کا دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے۔ ایک سیاسی کارکن جب اپنے لیڈر کا جلسہ کامیابی سے منعقد کراتا ہے یا اپنے حلقہ سے اسمبلی کا ممبر بنواتا ہے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتا، اس لیے کہ سیاست سے دلچسپی کے علاوہ اُس کے ذاتی مفادات بھی اس کامیابی سے وابستہ ہیں۔ گویا لغوی معنی قدرے مختلف ہونے کے باوجود اردو زبان میں عید خوشی اور مسرت کا مترادف لفظ سمجھا جاتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو کسی تحریک کا سالانہ اجتماع بھی کارکنوں کے لیے عید کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ اس وقت جو افسردگی اور رنج و غم کا ماحول اور فضا ہے۔ اس میں کسی خوشی کا تصور تو سرے سے نہیں ہے لیکن اجتماع کی اہمیت میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ امتِ مسلمہ کے زوال کے خاتمے اور عروج کا تصور بھی اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسلامی نظام مسلم ممالک میں رائج نہیں ہو جاتا اور صحیح معنوں میں امت مسلمہ وجود میں نہیں آ جاتی۔ لہٰذا اس ہدف کو اپنا نصب العین بنا کر کسی تحریک کے کارکنوں کا مل بیٹھنا آج پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء چونکہ رضائے الٰہی کے لیے اقامتِ دین کی جدوجہد میں ہم سفر اور ہم رکاب ہیں، لہٰذا ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد دیکھ کر اُن کے ایمان کو جلا ملتی ہے۔ ملک کے کونے کونے اور بیرون ملک سے آئے ہوئے رفقاء کو اپنے فکری اور تحریکی بھائیوں سے مل بیٹھنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اس باہمی رابطہ سے اخوت و محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تبادلہ خیال سے فکر میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ دنیوی اُمور اور روٹین کے کاموں سے بالکل الگ تھلگ ہو کر ایک پاکیزہ ماحول میں ایک کارکن کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ ماضی میں ہونے والی اپنی کوتاہیوں پر نگاہ ڈالے، اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ جن چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں، اُن سے ہجرت کا عہد کرے اور باقی ماندہ زندگی میں اللہ کی غیر مشروط بندگی اور رسول کریم ﷺ کی پیروی کا عزم کرے۔

رفیق محترم! دنیا کے جھنجھٹ میں ان چیزوں پر غور کرنے کا موقع کہاں میسر آتا ہے۔ انسان صرف اتنی بات پر غور کر لے کہ 60 یا 70 سالہ زندگی کو آسودہ اور خوشنما بنانے کے لیے اسے کولہو کا بیل بننا پڑتا ہے تو ابدی اور لامحدود زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے کس قدر محنت درکار ہوگی۔ کیا ہم مطلوبہ محنت کر رہے ہیں؟ جواب کیا ہوگا اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

رفیق محترم! یہ دینی ذمہ داریاں ایک مسلمان کو عام حالات میں ادا کرنا ہوتی ہیں۔ آج مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حالات عام نہیں، خاص ہیں۔ محلاتی سازشوں نے بدترین سیاسی عدم استحکام پیدا کر دیا ہے۔ سودی معیشت، کرپشن اور آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدوں نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ عوام کو مہنگائی اور بے روزگاری کے سوا کچھ نہیں دیا۔ جس سے عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ مقتدر قوتیں اپنا کھیل کھیلنے میں مصروف ہیں گویا داخلی سطح پر ملک افتراق اور انتشار کی لپیٹ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان ایمان کے فقدان کی وجہ سے دنیوی دولت، اقتدار اور قوت کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ اس پس منظر میں ایک رفیق کی ذمہ داریاں دو چند ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اس وقت ہم ایک ایسی کشتی کے سوار ہیں جو خوفناک طوفانی لہروں کی زد میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ بدقسمتی سے اسے اندر سے بھی کچھ لوگ پھاڑ رہے ہیں اور خارجی طور پر امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا ابلیسی اتحاد اسے ہر صورت غرق کرنے کے درپے ہے۔

رفقاء گرامی! اس کشتی کو حفاظت اور سلامتی سے کنارے لگانا ہماری دینی ذمہ داری بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ پاکستان کو خوش حال اور مستحکم کرنے کی جدوجہد اور اُخروی نجات کے لیے دینی ذمہ داریاں ادا کرنا درحقیقت ایک ہی سمت میں محنت اور جانفشانی کا تقاضا کرتی ہیں، یعنی اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے تو پاکستان نہ صرف ناقابل تسخیر ہو سکتا ہے بلکہ سپر پاور آف دی ورلڈ بن کر اُبھر سکتا ہے اور جو لوگ اسے اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کردار ادا کریں گے، وہ اللہ کی رضا پا کر امر ہو جائیں گے۔ وہ دنیا میں سرفراز ہوں گے اور جنت اُن کی منتظر ہوگی۔ بصورت دیگر سیکولر پاکستان میں ہم دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے۔ ہم مکڑی کی طرح ایسا جال بُن لیں گے جس میں خود ہی پھنس کر ہلاک ہو جائیں گے۔ خارجی صورت حال بالخصوص اپنے اردگرد کی فضا پر غور کیجیے۔ بھارت ہمارا ازلی دشمن ہے۔ کشمیر جسے ہم اپنی شہ رگ کہتے ہیں اُس پر اُس نے اپنے پنجے گاڑھے ہوئے ہیں۔ ہر دوسرے دن ہمارا پانی بند کرنے کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے۔ آزاد کشمیر کے حوالہ سے اپنے مذموم عزائم کا کھلے عام اعلان کر رہا ہے۔

رفقاء کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ گریٹر اسرائیل اور موجودہ جاری اسرائیل اور فلسطینیوں کی جنگ سے پاکستان کا کیا تعلق جڑتا ہے۔ گریٹر اسرائیل قائم کرنے کے آخری مرحلے میں جب اسرائیل فیصلہ کن جنگ شروع کرے گا تو وہ کسی صورت یہ رسک نہیں لے گا کہ کسی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی ہتھیار ہوں لہٰذا پاکستان کو خواہی نخواہی جنگ کا حصہ بننا پڑے گا کیونکہ پاکستان اگر اپنے ایٹمی ہتھیار سرنڈر کرتا ہے تو بھارت پاکستان پر چڑھ دوڑنے کے لیے کوئی وقت ضائع نہیں کرے گا۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل ایک ابلیسی اتحاد میں بندھے ہوئے ہیں جس کا اصل ہدف مسلمانوں کو دنیا سے نیست و نابود کرنا ہے۔ دوسری طرف اسرائیل جو مشرق وسطیٰ میں گریٹر اسرائیل کے راستے کی ہر رکاوٹ دور کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اب ایٹمی پاکستان کو اپنے ہدف کے حوالے سے آخری رکاوٹ سمجھ رہا ہے لہٰذا بھارت کے ساتھ مل کر خوفناک سازشیں تیار کر رہا ہے۔ امریکہ جسے ہم اپنا آقا اور محافظ سمجھتے ہیں، وہ اسرائیل کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا ہے اور آئے دن اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لیے ہمارا بازو مروڑتا ہے۔

رفقاء محترم! اپنی دنیا سنوارنے، پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے اور آخرت میں کامیاب ہونے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اقامت دین کی جدوجہد میں عملاً اپنا تن من دھن لگا دیں، اب محض باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ پانی سر سے گزرنے کو ہے، فیصلہ کیجیے: دل یا شکم۔ اس سالانہ اجتماع میں صف بستہ ہو کر دیگر رفقاء سے کندھے سے کندھا ملا کر اس عہد کو تازہ کریں کہ میرے رب نے اقامت دین کی جدوجہد کا جو فریضہ مجھ پر عائد کیا ہے، اُسے اپنے دنیوی اُمور پر ترجیح دوں گا۔ جس قدر ہو سکا، دین کی دعوت خاص و عام تک پہنچاؤں گا اور ایسے مثالی نظم کا مظاہرہ کروں گا کہ حکم ملتے ہی قدم بڑھاؤں گا اور حکم ملنے پر رک جاؤں گا۔ اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے والے لوگ یقیناً دنیا کے خوش قسمت ترین لوگ ہیں۔ اے اللہ رب العزت! ہم سب کو اپنا عہد نبھانے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں عہد شکنی کی لعنت سے محفوظ فرما۔ آمین یا رب العالمین!

❀❀❀

پاکستان اور افغانستان تعلقات

تنظیم اسلامی کا موقف

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو دین کے نام، دین کی خاطر اور دین کے نفاذ کے لیے بنا۔ اس کا استحکام اور اس کی بقا، صرف اسلام میں ہے۔ پاکستان کے بنتے ہی قرار دادِ مقاصد میں اس عزم کا بانگ دہل اظہار کیا گیا۔ پاکستان کی Destiny (تقدیر مبرم) اسلام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جو عزم و اعلان کیا گیا تھا اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ لہٰذا دستور میں طے شدہ اسلامی تشخص اور اسلامی اقدار کو رائج و قوانین کو نافذ کیا جائے۔ فطرت کا اصول ہے کہ خلاء نے ہر صورت میں پُر ہونا ہوتا ہے۔ لہٰذا دستوری سطح پر نظریہ کے نفاذ کی طرف پیش رفت نہ ہونے کی صورت میں مسلمانانِ پاکستان خصوصاً دین سے محبت کرنے والے اور دین پر عامل افراد عمل درآمد کے لیے دوسرے راستے اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے یا ان کو اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے غلط راستوں اور طریقوں پر ابھارا جا سکے گا۔ ایسی صورتحال میں دشمن قوتیں موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گی اور ہماری قومی سلامتی اور ملکی بقا کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیں گی۔

بھارت جو روزِ اول سے پاکستان کا دشمن ہے اس نے اسی موقع سے فائدہ اُٹھایا اور بنگال میں لسانی، نسلی اور علاقائی تعصاب کو ہوا دے کر 1971ء میں پاکستان کو دولخت کر دیا۔ اس کے بعد بھی ہم نے سبق نہیں سیکھا اور نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنانے کے حوالے سے سنجیدہ ہوئے اور نہ ہی اس کو ضروری سمجھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھارت جیسی دشمن قوتوں نے بلوچستان سمیت دیگر کئی علاقوں میں نفرتوں اور تعصبات کے بیج بوئے۔ اس نے افغانستان کی سرزمین کو بھی اپنے مکروہ مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ جس کی وجہ سے پاکستان کی مغربی سرحد بھی ہمیشہ غیر محفوظ رہی اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے غیر معمولی افرادی اور مالی وسائل اور توجیہات کا بوجھ پاکستان کو اُٹھانا پڑا۔ روس کے افغانستان پر بالواسطہ تسلط اور بعد ازاں بلاواسطہ قبضے کے خلاف جدوجہد میں پاکستان نے امریکہ کی مدد سے بھرپور کردار ادا کیا۔ جس کی وجہ سے پاکستان افغانیوں کا اعتماد جیتنے میں کامیاب رہا۔ روس کے انخلاء کے فوری بعد افغانستان جب خانہ جنگی کا شکار ہوا تو اس وقت بھی پاکستان نے تحریکِ طالبان کا ساتھ دے کر افغانستان میں قیامِ امن کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ جس کے نتیجہ میں افغانستان کے 99% علاقے پر افغان طالبان کی حکومت قائم ہوگئی۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات سمیت پاکستان نے اس حکومت کو تسلیم بھی کر لیا اور اس دوستی کے نتیجہ میں پاکستان کی مغربی سرحد پہلی بار محفوظ ہوگئی۔ پاکستان نے مغربی دنیا کی مخالفت کے علی الرغم طالبان حکومت کو سپورٹ کیا۔

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد امریکہ نے اپنا اگلا ٹارگٹ عالم اسلام کو بنایا اور نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر افغانستان پر بھی چڑھائی کر دی۔ اس موقع پر پاکستانی قیادت سے کئی غیر دانشمندانہ فیصلے ہوئے اور افغانستان کے خلاف امریکہ کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر افغان طالبان کی اسلامی حکومت کو گرانے کا سہرا اپنے سر باندھنے کی وجہ سے پاکستان نے ایک مرتبہ پھر افغانیوں کا اعتماد کھو دیا۔ پاکستانی قیادت نے مزید غیر دانشمندانہ فیصلے کرتے ہوئے امریکہ کی ایما پر پاکستان کے پُرامن قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائیاں شروع کر دیں۔ امریکہ کی جانب سے پاکستان کی حدود کے اندر ڈرون اور فضائیہ کے حملوں اور اُن کے نتیجے میں ہونے والی تباہیوں کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ انہیں اپنی کارروائیاں قرار دیا۔ ان حالات میں قبائلی علاقوں کے غیور اور مسلح عوام کا تین گروہوں میں منقسم ہونا ایک فطری عمل تھا۔ (1)۔ دین و شریعت سے مخلص عناصر جو بنیادی طور پر طالبان افغانستان کے جہاد کی کمک اور رسد میں مصروف اور فعال تھے۔ (2)۔ وہ جو علاقے میں ظلم و بربادی پر پاکستان کی خاموشی بلکہ امریکہ کی پشت پناہی کے ردعمل میں پاکستان اور پاک فوج کے خلاف برسرِ پیکار ہوگئے۔ (3)۔ وہ جو امریکی، بھارتی اور افغانی ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے۔ ان میں سے دوسرے اور تیسرے گروہ نے مل کر تحریک طالبان پاکستان کی شکل اختیار کر لی اور غیر ملکی ایجنسیوں اور دشمن قوتوں کی پشت پناہی کی وجہ سے قبائلی علاقوں میں حالات کی پیچیدگی اور انتشار کا باعث بنے۔ نتیجتاً پاکستان کے نا صرف سرحدی بلکہ شہری علاقوں میں دہشت گردی کے واقعات بڑھے اور 80 ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔ ان حالات میں پاکستانی قیادت کے غیر دانشمندانہ فیصلوں اور دہری پالیسی کے باعث یہ تاثر عام ہونے لگا کہ ”دہشت گردی کے پیچھے وردی ہے۔“

ہم دہشت گردی یعنی عوام الناس میں قتل و غارت کے ذریعے خوف و ہراس پھیلانے کے قطعاً خلاف ہیں اور اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان میں دہشت گردی کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف واضح ثبوت کے ساتھ قانونی کارروائی اور قانون کے مطابق بیخ کنی کا اہتمام ہونا چاہیے۔

مزید براں ہمارا مشورہ ہے کہ افغان پناہ گزینوں کا مسئلہ اسلامی اخوت کے اصول کو بنیاد بنا کر حل کیا جائے۔ قریباً 40 سال قبل جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو پاکستان نے اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کے اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لاکھوں کی تعداد میں پناہ گزینوں کو مملکتِ خداداد میں جگہ دی۔ طویل عرصہ سے پاکستان میں بسنے والے ان افغان پناہ گزینوں کی آج تیسری نسل پاکستان میں موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک بڑی تعداد میں افغان، پاکستان میں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے اور اگرچہ غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہو جانا اور ٹھہرنا ہماری انتظامی مشینری کی بڑی ناکامی ہے تاہم اب اصولی طور پر ہمیں ناپسندیدہ عناصر کی چھان پھٹک کر کے اُنہیں الگ کرنا چاہیے اور باقی سب کی رجسٹریشن کا سلسلہ شروع کیا جانا چاہیے۔ یکطرفہ طور پر یہ فیصلہ نہیں کر لینا چاہیے کہ افغان فوری طور پر اور اتنے قلیل وقت میں ملک سے نکل جائیں بلکہ ہمیں افغانستان سے مذاکرات کر کے اور افغان حکومت کو اعتماد میں لے کر افہام و

تفہیم سے یہ فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ ایک طرف ہمارے خدشات ختم ہو جائیں اور دوسری طرف افغانستان بھی اُنہیں سنبھالنے کا مناسب بندوبست کر سکے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو موجودہ حالات تک پہنچانے کے عوامل کا بھی غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جانا چاہیے۔ موجودہ انتشار اور منافرتوں کے حوالے سے بھی تشخیص و تفتیش ہونی چاہیے کہ یہ کس وجہ سے پیدا ہوئیں۔ ان نفرتوں اور تعصبات کو ختم کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے حوالے سے بھی عملی اقدامات اُٹھائے جانے چاہئیں۔ ہماری رائے میں یہ منافرتیں اور تعصبات اُسی صورت میں ختم ہو سکتے ہیں جب ہم دوبارہ اپنی اصل بنیاد کی طرف لوٹ آئیں۔ ہم دستورِ پاکستان میں اسلامی شقات کو مؤثر بنانے اور ان کے نفاذ کے لیے دعوت، تربیت اور احتجاجی منہج کے قائل ہیں۔ اسلام ہی واحد مشترکہ میراث ہے جس پر ہم سب دوبارہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس کی طرف پیش قدمی ہمارے درمیان دوبارہ ہم آہنگی اور یکجہتی کی فضا پیدا کر سکتی ہے۔ نفاذِ اسلام کی طرف عملی پیش رفت قیامِ عدل کو ممکن بنائے گی اور اس صورت میں ظلم وستم کے شکار اور ناراض حلقوں میں دوبارہ امید پیدا ہوگی۔ موجودہ حالات میں افغانستان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرنا اور ان کے ساتھ تمام سفارتی وتجارتی تعلقات وغیرہ بحال کرنا بھی ان منافرتوں میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ افغانستان کے ساتھ تعلقات کی بحالی ہماری مغربی سرحد کو محفوظ بنانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ بھارت اور امریکہ کا واضح گٹھ جوڑ ہے اور ان دونوں کی پاکستان کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے موثر توڑ کے لیے افغانستان کی اسلامی حکومت کے ساتھ عسکری / وفاقی اتحاد وقت کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت اور پالیسی میکرز کو اس جانب بھی توجہ دینی چاہیے۔

پاکستانیوں کی واضح اکثریت اسلام کو پسند کرتی ہے جبکہ امریکی غلامی سے سخت نفرت کرتی ہے۔ امریکہ کی بالفعل غلامی سے نجات اور آزادانہ خارجہ پالیسی اختیار کرنے، پاکستان میں اسلامی اقدار کو فروغ دینے، شریعت اسلامی کے عملی نفاذ کا اہتمام کرنے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اسلامی فریضہ سرانجام دینے، خصوصاً معیشت کو سود سے پاک کرنے اور اسے اسلامی خطوط پر استوار کرنے، فحاشی، عریانی / بے پردگی کا خاتمہ و مخلوط تعلیم ومعاشرت پر پابندی، ذرائع ابلاغ / میڈیا اور اجتماعی محافل کو اسلامی اقدار کے تحت لانے کے حوالے سے عملی اقدامات اکثریت کا اعتماد بحال کرنے کا موجب ثابت ہوں گے اور دوسری طرف اسلام کے نام پر متشدد یا عسکری منہج اختیار کرنے والوں (TTP) کے وجود کا جواز بھی ختم ہو جائے گا۔ نیز علماء کرام کے فتاویٰ کے پیش نظر اسلامی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد واقعتاً بلاشک و شبہ حرام قرار پائے گی۔ پاکستان کے قبائلی علاقہ جات اور قبائلی عوام کی حق تلفیوں / زیادتیوں کا ادراک واعتراف اور ازالے کے لیے اعلانیہ، واضح اور حقیقی اقدامات کے اہتمام سے PTM کے وجود کا جواز بھی ختم ہو سکے گا اور اس طرح اسلام کی طرف پیش رفت سے ہم ایک بار پھر بحیثیت پاکستانی قوم منظم اور متحد ہو کر بیرونی دشمنوں اور سازشوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ حافظ آباد میں رہائش پذیر تنظیم اسلامی ملتزم رفیق کو عقد ثانی کے لیے (پہلی بیوی فوت، تین بچے 15، 7،13 سال) تعلیم انجینئرنگ، ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، ذاتی کاروبار، کے لیے دینی مزاج کی حامل کنواری، بیوہ، طلاق یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0347-9928649

☆ کراچی میں رہائش پذیر ایک پنجابی فیملی کو اپنی خوش اخلاق بیٹیوں، عمر 24 سال، تعلیم BSc، قرآن فہمی کورس اور عمر 42 سال تعلیم ماسٹر اسلامک سٹڈیز، قرآن فہمی کورس صوم و صلوٰۃ کے پابند، دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکوں کا کراچی سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-3251060

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

پریس ریلیز 3 نومبر 2023ء

شجاع الدین شیخ

مسلمان حکمران کیا فلسطینی مسلمانوں کی نسل کُشی مکمل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟

مسلمان حکمران کیا فلسطینی مسلمانوں کی نسل کُشی مکمل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہسپتال پر بمباری کے بعد صہیونی فوج نے غزہ میں جبالیہ اور البریج کے پناہ گزین کیمپوں پر وحشیانہ بمباری کر کے اُنہیں نیست ونابود کر دیا ہے۔ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد وشمار کے مطابق تین ہفتوں کے دوران ساڑھے نو ہزار (9500) فلسطینی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے جس میں ستر (70) فیصد سے زائد عورتیں، بوڑھے اور بچے ہیں۔ جس قدر بمباری کی گئی ہے اور جس طرح غزہ کی ساٹھ (60) فیصد عمارتوں کے تباہ ہو جانے کی خبریں آ رہی ہیں اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہادتوں کی اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ناجائز اسرائیل ارضِ فلسطین میں فلسطینی مسلمانوں کی نسل کُشی کر رہا ہے اور اُسے امریکہ، مغربی یورپ اور بھارت کی مکمل آشیر باد حاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں پر ''خوفِ امریکہ'' غالب آ چکا ہے۔ اُن کی دینی حمیت کا جنازہ نکل چکا ہے اور وہ بدترین اخلاقی پستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اپنے اپنے ملک میں بیٹھے ان حکمرانوں میں اقتدار کی ہوس اور مغرب سے مرعوبیت اس حد تک سرایت کر چکی ہیں کہ طرح طرح کے جشن اور ناچ گانے کی تقاریب تو سجا رہے ہیں لیکن اسرائیلی جارحیت سے فلسطینی مسلمانوں کو بچانے کے لیے کوئی عملی قدم اُٹھانے کو تیار نہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا آخری اور حتمی کلام دوٹوک الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ جہاد سے اعراض کرنا منافقین کی نشانی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمان حکمرانوں نے او آئی سی کے اُس چارٹر کو بھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے جس کے مطابق ہر سطح پر فلسطین کے لیے عسکری اور فوجی مدد بہم پہنچانا اُس کے مینڈیٹ کا اہم ترین حصہ ہے۔ لہٰذا فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی جارحیت پر فی الفور اسلامی سربراہی کانفرنس بلائی جائے اور صہیونی جارحیت کو روکنے اور فلسطینی مسلمانوں کی بھرپور عملی مدد کے لیے متحد ہو کر اسرائیلی جارحیت کو چیلنج کریں اور عملی اقدامات کے ذریعے فلسطینیوں کا تحفظ کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اسرائیل کا ظلم اس قدر واضح ہے کہ غیر مسلم بھی اپنے ملکوں میں اس ظلم کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں، آج اگر ہم فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کو غلط کہتے ہیں تو کل کس منہ سے ہم کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی بات کریں گے۔

آج اُمت اس لیے ذلت، رسوائی اور بے بسی کا شکار ہے کیونکہ اس نے امت والا کام چھوڑا ہوا ہے۔

57 مسلم ممالک میں سے کوئی ایک ایسا ملک نہیں ہے جہاں اللہ کا دین نافذ ہو۔

فلسطینیوں کی مدد... مگر کیسے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ارضِ فلسطین تینوں الہامی مذاہب یعنی یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک عقیدت و احترام کی حامل سرزمین ہے اور تینوں مذاہب کے پیروکار اس کی ملکیت کے دعوے دار بھی ہیں۔ آپ کی نظر میں اس سرزمین کا اصل حقدار کون ہے اور کیوں ہے؟

شجاع الدین شیخ: جب ہم کہہ رہے ہیں کہ تینوں مذاہب الہامی ہیں تو ایک اصول تو طے ہو گیا کہ یہ الہامی تعلیمات کو ماننے والے ہیں۔ بے شک ہم مسلمان یہ کہتے ہیں کہ تورات جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی، انجیل جو عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی ان پر ہمارا ایمان ہے البتہ بعد میں ان کتابوں میں تبدیلیاں کی گئیں۔ اب الہامی تعلیمات کا آخری اور مکمل طور پر محفوظ خزانہ صرف قرآن مجید ہے جو قیامت تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت و رہنمائی ہے۔ جس طرح پچھلے تمام انبیاءؑ پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہیں ہو سکتے اسی طرح یہودی اور عیسائی اگر قرآن حکیم اور اللہ کے آخری رسول ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے تو وہ الہامی تعلیمات کے ماننے والے نہیں ہو سکتے۔ سابق تمام انبیاءؑ سے بھی باقاعدہ میثاق لیا گیا تھا کہ جب آخری نبی ﷺ آئیں گے تو تم ان کی نصرت بھی کرو گے ان پر ایمان بھی لاؤ گے جن کی آمد کا اشارہ تورات اور انجیل میں بھی موجود تھا۔ اس میثاق کو میثاق نبیین کہا گیا۔ پیغمبر سے لیا گیا وعدہ ان کی امت پر بھی binding ہوتا ہے۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت فرمائی جن میں موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے، عیسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود طے کر دیا کہ سابقہ انبیاءؑ بھی آخری پیغمبر ﷺ پر ایمان لائے اور پھر جب امام الانبیاء ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرما دی تو یہ خود اشارہ تھا کہ اب امامت بنی اسرائیل کے پاس نہیں رہے گی بلکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی امت کو منتقل ہو گئی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ بیت المقدس کے انتظام کا معاملہ آخری پیغمبر ﷺ کے امتیوں کے پاس ہونا چاہیے۔ چنانچہ 70ء میں جب ٹائٹس رومی نے یہودیوں کو بیت المقدس سے بے دخل کیا تو اس کے کچھ عرصہ بعد اس کا انتظام نصاریٰ کے پاس رہا پھر انہوں نے خلیفہ دوئم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ پھر صلیبیوں نے قبضہ کیا تو صلاح الدین ایوبیؒ نے واپس لے لیا اس طرح صدیوں تک بیت المقدس کا انتظام زیادہ تر مسلمانوں کے پاس ہی رہا ہے یا پھر تھوڑا عرصہ نصاریٰ کے پاس رہا ہے۔ یہ تو برطانیہ نے غاصبانہ طور پر قبضہ کر کے یہودیوں کو یہاں آباد ہونے کی اجازت دی ورنہ اصلاً تو اس پر مسلمانوں کا حق ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اعداد و شمار سے یہ بات ثابت ہے کہ اسرائیل کے قیام سے لے کر آج تک فلسطین کا رقبہ مسلسل کم اور اسرائیل کا قبضہ اور خطے میں اثر و رسوخ مسلسل بڑھ رہا ہے، آپ کے خیال میں غزہ پر حالیہ اسرائیلی جارحیت حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن جنگ یعنی الملحمۃ العظمیٰ کا آغاز تو نہیں ہے؟

شجاع الدین شیخ: 1917ء میں بالفور ڈیکلریشن کے ذریعے غاصبانہ طور پر فلسطین میں یہود کو آباد ہونے کی اجازت دی گئی اور 1948ء میں امریکہ کی بدمعاشی کے نتیجہ میں UNO میں اسرائیل کو تسلیم کر لیا گیا۔ یہ دونوں معاملات ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر ہوئے۔ اس وقت UNO نے اسرائیل کے لیے جو رقبہ approve کیا تھا، آج اس سے 75 گنا زیادہ رقبے پر اسرائیل قابض ہو چکا ہے اور مسلسل اس کا غاصبانہ قبضہ بڑھ رہا ہے اور پھر مسئلہ صرف فلسطین پر ان کے غاصبانہ قبضے کا نہیں ہے بلکہ ان کا اصل صہیونی منصوبہ گریٹر اسرائیل ہے جس میں سعودی عرب، مصر، شام، عراق، کویت سمیت کئی مسلم ممالک کے علاقے شامل ہیں، حتیٰ کہ مدینہ منورہ کو بھی وہ گریٹر اسرائیل کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اگر ان کے غاصبانہ قبضہ کا بڑھتا ہوا سلسلہ روکا نہ گیا تو یہ تمام علاقے اسرائیلی جارحیت کا شکار ہو جائیں گے۔ شام اور لبنان کی سرحدوں پر ابھی سے اس کی جارحیت کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ ان کا ایک ہدف یہ بھی ہے کہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو شہید کر کے وہاں تھرڈ ٹمپل بنایا جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر مسلم ممالک کے اندر سے بھی شدید ترین ری ایکشن سامنے آئے گا اور پھر کہا جا سکتا ہے کہ الملحمۃ العظمیٰ کی طرف معاملہ جا سکتا ہے جس کی خبریں احادیث میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال: لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلم ممالک تو اب بھی اپنی ڈگر پر چل رہے ہیں، ان کی اپنی مصروفیات ہیں۔ 26 اکتوبر کے اخبار میں "لاہور لاہور اے" کے عنوان سے ایک بڑے فیسٹیول کا اشتہار شائع ہوا ہے جو 16 دن تک مسلسل جاری رہے گا۔ یہ فیسٹیول نگران وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات پر ہو رہا ہے۔ اس میں روزانہ ناچ گانا ہوگا، اسٹیج ڈرامے ہوں گے، بے حیائی کا دور دورہ ہوگا۔ ہماری ترجیحات تو یہ ہیں، ہم کیسے یہ توقع رکھتے ہیں کہ عالم اسلام کی طرف سے reaction آئے گا؟

شجاع الدین شیخ: جو بات میں نے کی وہ اس تناظر میں تھی کہ اگر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو گرایا گیا تو امت مسلمہ کے جذبات بھڑکیں گے جس کے نتیجہ میں عوام کا پریشر حکمرانوں پر بڑھے گا لیکن جیسا کہ آپ نے ذکر کیا فیسٹیول ہو رہے ہیں، کنسرٹس ہو رہے ہیں، چند دن پہلے کی بات ہے پشاور کے ایک معروف اسکول میں اسی طرح کے کنسرٹ کا انعقاد ہوا۔ آج کے اخبار میں کراچی کے

ایک نامور امریکن اسکول کے طلبہ کی ایک پرائیویٹ فنکشن کی خبر شائع ہوئی ہے جس میں برہنہ لباس، شراب اور ڈانس وغیرہ سب کچھ ہوتا رہا۔ اللہ معاف کرے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم کرکٹ کے دیوانے ہوئے بیٹھے ہیں جبکہ ادھر غزہ کا شہر صہیونیوں نے تباہ کر دیا، ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے۔ مسلم حکمرانوں کی طرف سے صرف کھوکھلے مذمتی بیانات سے بڑھ کر کوئی ردعمل نہیں آیا۔ او آئی سی، چونتیس مسلم ممالک کی متحدہ فوج سب کہاں چلے گئے۔ مسلم امہ کے پاس اس وقت دولت بھی ہے، تیل اور ایٹمی صلاحیت موجود ہے، بہترین میزائل ٹیکنالوجی موجود ہے، ہم نہیں کہتے کہ آپ فوراً جنگ کرو کم سے کم کوئی آواز تو بلند کریں۔ پورا عالم کفر اسرائیل کی پشت پر کھڑا ہے۔ مسلم حکمران کسی مسلم ملک میں جمع ہو کر اپنا بیانیہ نہیں دے سکتے؟ مسلم حکمرانوں میں ہر طرف بے حسی نظر آ رہی ہے۔ رہے عوام تو عوام کے پاس بولنے کی صلاحیت ہے، احتجاج کی صلاحیت ہے، عوامی رائے اور عوامی پریشر develop کرنے کی صلاحیت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عوام میں کچھ جذبات ہیں، کچھ مسلم ممالک میں ایسے جذبات ہم نے دیکھے۔ ہمارا پیغام عوام کے لیے بھی ہے کہ وہ دعاؤں کا بھی اہتمام کریں، مظاہرے بھی کریں، آواز بھی بلند کریں، حکمرانوں کو غیرت بھی دلائیں، مقتدر طبقات تک اپنی بات کو بھی پہنچائیں لیکن اگر ہمارے مقتدر طبقات بھی صرف مذمتی قراردادیں پیش کریں تو ان میں اور عوام میں فرق کیا رہے گا۔ اللہ حکمرانوں کو ہدایت عطا کرے اور انہیں امت کا درد عطا کرے۔ یہ جو حرکتیں ہمارے حکمران کر رہے ہیں، فیسٹیول، ناچ گانے، فلمیں، ڈرامے، بے حیائی وغیرہ، یہ سب اللہ کے عذاب کو مزید دعوت دینے والی بات ہے۔ جب امت کے ایک بڑے حصے کے ساتھ اتنا ظلم کیا جا رہا ہے، روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لاشیں اُٹھائی جا رہی ہیں، جن میں چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں اور بچیوں کی لاشیں بھی شامل ہیں، کہاں وہ مناظر جو دیکھے نہیں جا رہے اور کہاں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب 16 روزہ ناچ گانے پر مشتمل فیسٹیول منعقد کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ ہدایت دے اور ہمیں ہمارے حصے کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: فلسطینی مسلمانوں پر حالیہ اسرائیلی جارحیت کے بعد پورا عالم کفر ملت واحدہ کی طرح نظر آتا ہے۔ یہ فرمایئے کہ تمام مسلم ممالک کب اور کیسے اُمت مسلمہ کی شکل اختیار کریں گے۔ آپ مسلم ممالک کے عوام اور خاص طور پر مسلم حکمرانوں کو کیا پیغام دیں گے؟

شجاع الدین شیخ: سب سے پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ تصورِ امت کیا ہے۔ اُمت کہتے ہیں ہم مقصد گروہ کو۔ جیسے قرآن میں فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10)

''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

آج تو اس تصور کو مسلمان بھول ہی گئے ہیں، آج ہمارے ملکوں میں، شہروں میں، گلی محلوں میں حتیٰ کہ گھروں میں اور سگے بھائیوں میں اتحاد نہیں ہے تو امت کی سطح پر کہاں ہوگا، لیکن بہرحال ہر شخص کو اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔ فلسطین کا معاملہ بہرحال اہم ہے۔ یہ انبیاء کی سرزمین ہے، مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کا معاملہ ہے۔ امت کا دیگر معاملات اور مسائل میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن اس معاملے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ لہٰذا کم از کم اس مشترکہ

> **ادھر فلسطینی مسلمان اپنے معصوم بچوں کی لاشیں اُٹھا رہے ہیں اور ادھر وزیر اعلیٰ پنجاب ناچ گانے اور بے حیائی پر مبنی فیسٹیول کا اعلان کر رہے ہیں۔**

معاملے کو highlight کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تو ہم سب کے بس میں ہے۔ اگر امت کا بڑا حصہ سویا ہوا ہے، اگر حکمران غیرت کا اظہار نہیں کر رہے تو آپ اور میں جو جاگ رہے ہیں ہم اپنے حصے کا کام کرنے کی کوشش کریں۔ حکمران کب جاگیں گے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے اللہ کو جواب دینا ہے کہ ہم نے اپنے حصے کا کام کیا تھا یا نہیں۔ ہم ظالموں کے ظلم پر اگر خاموش ہیں تو یہ خود ایک ظلم ہے اور اگر مظلوم کی دادرسی کے لیے آواز بلند کرتے ہیں تو اللہ کے سامنے تو سرخرو ہو سکیں گے۔

سوال: سعودی عرب سمیت کئی مسلم ممالک اسرائیل سے 1967ء سے قبل والی جغرافیائی صورتحال کے مطابق مسئلہ فلسطین کا حل چاہتے ہیں اور وہ یہی مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ فرمایئے کہ فلسطینیوں نے ہزاروں جانیں قربان کر کے پوری دنیا کو کیا یہ باور نہیں کرا دیا کہ وہ گریٹر اسرائیل منصوبے اور عرب اسرائیل تعلقات کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے؟

شجاع الدین شیخ: مسجد اقصیٰ پر آج صہیونی لوگوں کا قبضہ ہے اور وہ مسلسل اس کی بے حرمتی کر رہے ہیں، گزشتہ تین چار سالوں میں ماہ رمضان کے آخری عشرے میں انہوں نے نمازیوں پر مظالم کیے، گولیاں چلائیں۔ اب پچھلے پانچ ماہ سے لگاتار ہزاروں کی تعداد میں یہودی وہاں آتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ حالانکہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت تو پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ امت اگر سو رہی ہے، عرب حکمران اسرائیل سے تعلقات بڑھا رہے ہیں، اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں تو فلسطینی بے چارے کیا کریں۔ ان کا مقدمہ لے کر کون کھڑا ہوگا؟ اگر آج فلسطینی مزاحمت کر رہے ہیں تو نہ صرف پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں بلکہ یہ امت مسلمہ کو بیدار کرنے کے لیے بھی ہے کہ وہ کبھی بھی اسرائیل سے مسلم ممالک کے تعلقات اور اسے تسلیم کرنے کی بات قبول نہیں کریں گے۔

سوال: غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف پوری دنیا میں عوام باہر نکلے ہوئے ہیں، مظاہرے کر رہے ہیں اور فلسطینی مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف حماس کو بھی مطعون کیا جا رہا ہے۔ اس کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی بعض دانشور حضرات کا یہ خیال ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کو بھی صرف سیاسی جدوجہد کرنی چاہیے اور کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

شجاع الدین شیخ: اسرائیل کا ظلم اس قدر واضح ہے کہ غیر مسلم بھی غیر مسلم ملکوں میں کھڑے ہو کر اس ظلم کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جو اصل یہودی ہیں وہ بھی فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ آج صبح بھی ایک بڑے ربی کا بیان میں نے اخبار میں پڑھا کہ اسرائیل کا اقدام انتہائی غلط اور ظالمانہ ہے، فلسطینیوں کی زمینیں ان کے حوالے کر دینی چاہئیں۔ گویا کہ اسرائیل کا غاصب ہونا سب پر واضح ہو چکا ہے۔ تاہم حماس کو جو دہشت گردی سے جوڑا جا رہا ہے تو انتہائی غلط ہے۔ کیا دہشت گرد تنظیم قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے جیسا حماس نے قیدی یہودی عورتوں کے ساتھ کیا؟ حالانکہ ان کے اپنے لوگ یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہیں، مظالم کی انتہا ہے لیکن اس کے باوجود وہ قیدی یہودی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ مناظر تو پوری دنیا نے دیکھ لیے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے پروپیگنڈا تو ہوتا ہی ہے جیسے اسرائیل نے کہا کہ حماس نے 40 بچوں کی گردنیں اڑا دیں۔ یہ پروپیگنڈا اس قدر تیز تھا کہ امریکی صدر جو بائیڈن بھی اس کی رو میں بہہ گئے۔ یہ دہشت گردی کا لیبل ایک بے بنیاد الزام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کے چیمپئین بھی وہ حقوق نہیں دے سکے جو حماس حالت جنگ میں قیدیوں کو دے رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ سیاسی جدوجہد وہاں کی جاتی ہے، جہاں

کم از کم کوئی سیاسی حقوق تو موجود ہوں۔ جمہوریت کا یا آزادی اظہار رائے کا تصور موجود ہو۔ انصاف کا کوئی امکان ہو۔ اسرائیل کی تو ابتدا ہی ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر ہوئی ہے۔ پھر یہ کہ 1948ء میں جن علاقوں پر اس کا قبضہ تسلیم کیا گیا تھا اس سے 70 گنا زیادہ علاقے پر آج یہ قابض ہو چکا ہے۔ 58-1957ء میں فلسطینیوں کے 30 ہزار سے زیادہ گھروں کو مسمار کر کے یہودیوں نے اپنے لوگوں کو آباد کیا۔ 1973ء کی جنگ کے بعد اسرائیل نے مستقل قبضہ کر لیا۔ اس سارے ظالمانہ طرز عمل کے بعد اب بتائیے کہ فلسطینی کیا کریں؟ جبکہ پوری اُمت مسلمہ بھی سوئی ہوئی ہو، کوئی ان کے لیے آواز اٹھانے والا بھی نہ ہو تو ان کے پاس کونسا راستہ باقی رہ جاتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ جدوجہد کریں۔ ظالم اور غاصب کے خلاف جہدوجہد کرنا تو تسلیم شدہ انسانی حق ہے۔ ایسے لوگوں کو دہشت گرد کہنے والے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی کوشش کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”(اے نبی ﷺ!) یہ آپ سے پوچھتے ہیں حرمت والے مہینے میں جنگ کے بارے میں۔ کہہ دیجیے کہ اس میں جنگ کرنا بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے۔ لیکن اللہ کے راستے سے روکنا' اس کا کفر کرنا' مسجد حرام سے روکنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے کہیں بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔“ (البقرۃ:217)

غزوۂ بدر سے پہلے ایک کافر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا تو مشرکین نے طوفان اُٹھا دیا کہ مسلمانوں نے حرمت والے مہینوں کا لحاظ نہیں رکھا، آج کا زمانہ ہوتا تو کہا جاتا کہ یہ تو بڑے دہشت گرد ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت نازل فرما دی کہ ہاں حرمت والے مہینوں میں لڑنا گناہ ہے لیکن اس سے بڑے گناہ گار اور فساد پھیلانے والے تو وہ ہیں جو اللہ کا انکار کرتے ہیں، مسجد حرام سے روکنا، لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دینا، فتنہ انگیزی پھیلانا، یہ سب تمہیں نظر نہ آیا، ایک کافر کا قتل نظر آ گیا؟ 75 سالہ ظلم کے خلاف اگر حماس نے آج تھوڑا ردعمل دے دیا تو وہ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو نظر آ گیا، اسرائیل کی 75 سالہ دہشت گردی، سفاکی، قتل و غارت گری نظر نہیں آئی؟ ایسی بے انصافی جہاں ہو وہاں مظلوم اپنے حق کے لیے نہ لڑے تو کیا کرے۔ آج اگر ہم فسلطینیوں کی جدوجہد آزادی کو غلط کہتے ہیں تو کل ہم کس منہ سے کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی بات کریں گے۔

سوال: ایک وقت تھا جب اسرائیل فلسطینیوں پہ مظالم کرتا تھا تو وہ پاکستان کی طرف مدد کے لیے دیکھا کرتے تھے لیکن آج پاکستان اندرونی طور پہ اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کا ذکر تک نہیں کرتے۔ کیا بحیثیت قوم یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟

شجاع الدین شیخ: غزہ کے مسئلہ پر جب ہم نے کراچی پریس کلب کے سامنے ایک مظاہرہ کیا تو ایک صحافی نے پوچھا کہ پاکستان کی کیا پالیسی ہونی چاہیے۔ میں نے کہا پاکستان کی پالیسی روز اول سے واضح ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے، اگر وہ فلسطینی مسلمانوں پر ظلم کرے گا تو ہم پاکستان سے جواب دیں گے۔ اسی طرح لیاقت علی خان جب امریکہ کے دورہ پر گئے تو وہاں آفر کی گئی کہ اگر آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو ہم پاکستان کو اتنا خزانہ دیں گے کہ اس کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ لیاقت علی خان نے تاریخی جواب دیا:

"Gentelmen! our souls are not for sale"

یہ پاکستان کی پالیسی تھی جس کے تحت 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے اپنے پائلٹ فلسطینیوں کی مدد کے لیے بھیجے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطینی پاکستان کو مدد کے لیے پکارتے تھے۔ چند سال قبل عیدالفطر کے موقع پر فلسطینی اپنے بچوں کی لاشیں سڑک پر رکھ کر پکار رہے تھے کہ کہاں ہے پاکستان؟ اور یہ بات اسرائیلیوں کو بھی معلوم تھی کہ پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو عربوں کی مدد کر سکتا ہے۔ 1967ء کی جنگ کے بعد اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمیں مسئلہ عربوں سے نہیں بلکہ ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ آج پاکستان اندرونی طور پر بھی غیر مستحکم ہے اور سیاسی اور معاشی بحران کا بھی شکار ہے۔ اوپر سے ہم امریکہ کی طرف اس قدر جھک گئے ہیں کہ کوئی آزاد خارجہ پالیسی نہیں رکھ سکتے۔ یہ چیزیں دنیا کو بھی نظر آ رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقتدر حلقوں کو اس کا احساس ہونا چاہیے اور پاکستان کے استحکام کو ترجیح دینی چاہیے۔ البتہ عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے حصے کا کام کریں، حکمرانوں کو بھی جگائیں اور ان کے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ ان کے دل میں امت کا درد اور اللہ کا خوف ڈال دے۔

سوال: یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ اسرائیل کئی بار پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کا plan بنا چکا ہے جو الحمدللہ اب تک ہر بار ناکام ہوتا رہا ہے۔ یہ بتائیے کہ ہزاروں کلومیٹر کے فاصلہ کے باوجود اسرائیل پاکستان کو اپنے لیے خطرہ کیوں سمجھتا ہے، کیا اب بھی پاکستان اسرائیل کے لیے خطرہ ہے؟

شجاع الدین شیخ: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑا پیارا تجزیہ کرتے تھے کہ اگر اسرائیل 1948ء میں قائم ہوا ہے تو اس سے 9 ماہ پہلے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ ہر بیماری سے پہلے اس کا علاج پیدا کرتا ہے۔ یعنی اسرائیل اگر ایک بیماری ہے تو پاکستان اس کا علاج ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ساری مسلم دنیا میں بہترین تربیت یافتہ فوج اگر کسی کے پاس ہے تو وہ پاکستان ہے۔ یہ واحد مسلم ملک ہے جس کے پاس ایٹمی صلاحیت ہے۔ بہترین میزائل ٹیکنالوجی ہے۔ تبھی تو کئی مرتبہ اسرائیل نے بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں جو اللہ کے فضل سے ناکام ہوئیں۔ یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مملکت خداداد سے بروقت کوئی کام لینا ہے۔ ان شااللہ! اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اسرائیل آج بھی پاکستان کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارے مقتدر لوگوں کو بھی اس کی سمجھ آ جائے۔

سوال: روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے عالمی معیشت بہت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ یہ بتائیں کہ حالیہ فلسطین اسرائیل تنازعہ کی وجہ سے عالمی معیشت اور خاص طور پر پاکستانی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

شجاع الدین شیخ: بات بہت واضح ہے کہ جنگ کی قیمت تو ادا کرنا پڑتی ہے اور جنگ کے نتائج بھی سامنے آیا کرتے ہیں۔ پاکستان کو بھی یوکرائن سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ایٹمی اثاثے چھن جانے کے بعد وہ اس کی کتنی قیمت چکا رہا ہے۔ روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے معاشی بحران آیا ہے اسی طرح عرب ممالک چونکہ تیل اور گیس کا بڑا ذریعہ ہیں اس لیے عرب اسرائیل جنگ اگر طول پکڑتی ہے تو دنیا میں توانائی کا بحران پیدا ہونے کا خدشہ بھی ہوگا۔ یہاں چائنا کا بی آر آئی منصوبہ اور سی پیک بھی ہے تو دوسری طرف IMEC بھی ہے۔ لہٰذا یہاں اگر تنازعہ کھڑا ہوتا ہے اور امریکہ بھی اس میں کود پڑتا ہے تو یہ عالمی سطح پر معاشی بحران کا باعث بن سکتا ہے۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عافیت کا معاملہ کرے۔

سوال: پاکستانی عوام مصیبت اور مشکل کی اس گھڑی میں اپنے فلسطینی بہن بھائیوں کا سہارا کیسے بن سکتے ہیں؟

شجاع الدین شیخ: یہ بہت اہم سوال ہے کہ ہمارے بس میں کیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ دعا مومن کا بہت بڑا ہتھیار ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی ہے۔ نمازوں کے ذریعے اللہ کی مدد کو متوجہ کرنا قرآن پاک کا تقاضا ہے۔ لوگوں کی ذہن سازی کی جائے، رائے عامہ ہموار کی جائے۔ یہود کی تاریخ، اسرائیل کی تاریخ، اسرائیل کے مظالم، فلسطین کی تاریخی اہمیت اور مسجد اقصیٰ

کے مقام کو لوگوں کے سامنے لایا جائے۔ اس مرحلے پر امت کا کردار کیا ہونا چاہیے اس حوالے سے لوگوں کی ذہن سازی کریں، اپنے بچوں کو تعلیم دیں، ان میں شوق شہادت پیدا کریں۔ جذبہ جہاد پیدا کریں۔ استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیانات، خصوصاً ان کی کتاب ’’سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل‘‘ اور ’مسلمانان پاکستان کی خصوصی ذمہ داری‘ کی طرف لوگوں کو رغبت دلائیں۔ احادیث کی روشنی میں مستقبل کا منظرنامہ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، حضرت مہدی کا آنا، دجال کا آنا اور اس کا قتل ہونا، خراسان سے فوجوں کا جانا یہ سب منظرنامے ہمارے سامنے رہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ فلسطینیوں کی مالی مدد کر سکتے ہیں وہ جن اداروں پر اعتماد کرتے ہیں ان کے پاس مدد جمع کروائیں۔ پُرامن احتجاج کا سلسلہ بھی جاری رکھا جائے کیونکہ جب فلسطینی دیکھیں کہ ان کے پیچھے دنیا بھر سے مسلمان کھڑے ہیں تو ان کا دل بڑا ہوگا۔ پھر ان پُرامن مظاہروں سے دنیا کو بھی ایک پیغام جائے گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے حکمرانوں کو غیرت دلانے کی کوشش کریں۔

آخری بات یہ عرض کروں گا آج اُمت کیوں ذلت، رسوائی اور بے بسی کا شکار ہے۔ اس لیے کہ امت نے امت والا کام چھوڑا ہوا ہے۔ 57 مسلم ممالک میں سے کوئی ایک بھی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اللہ کا دین نافذ ہو۔ ہمارے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ سب سے بڑے مجرم عرب ہیں کیونکہ ان کی زبان میں قرآن نازل ہوا مگر انہوں نے اس کو نافذ نہ کیا۔ مجرم نمبر دو مسلمانان پاکستان ہیں جنہوں نے اسلام کا نعرہ لگا کر پاکستان حاصل کیا مگر 75 سال سے شریعت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ اسی وجہ سے آج ہم بے بسی اور ذلت کا شکار ہیں۔ اگر دین کو ہم ترجیح دیں، دین کے غلبے کی جدوجہد کریں، دین کے نفاذ کی طرف بڑھیں تو اللہ کہتا ہے میں تمہاری مدد کروں گا اور تمہارے قدموں کو مضبوطی عطا کروں گا، یہ ہمارے کرنے کے کام ہیں جو ہمارے بس میں ہے وہ ہم کریں اور جو حکمرانوں کے بس میں ہے ان سے مطالبہ رکھیں اور پھر اللہ سے دعا بھی کریں یہ ہماری بنیادی دعوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ مسلمانوں کی نصرت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا میں ایک مرتبہ پھر صف بندی ہو رہی ہے۔ ادھر ہے شیطان اُدھر اللہ ہے، بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟ فلسطینی! وہ جو دنیا میں عسکری قوت کے اعتبار سے کسی قطار شمار میں نہیں آتے۔ اسلحہ؟ منظم پیریڈیں کرتی فوج؟ فضائی، بحری فوج؟ کچھ بھی تو نہیں! خانہ ساز راکٹ، کلاشنکوف اور غلیلوں میں بھرے پتھر۔ مدمقابل دنیا کی چوتھی بڑی ایٹمی اسلحے اور سپر دفاعی نظام سے لیس مضبوط ترین فوج! دنیا بھر کو جاسوسی آلات اور اُسلوب سکھانے فراہم کرنے والی، فلسطین پر قابض غاصب اسرائیلی طاقت۔ جسے امریکا، یورپی یونین تمام مغربی ممالک کی غیر مشروط مکمل حمایت حاصل ہے۔ فلسطینی راکٹوں (چند ہزار، نقصان پہنچانے کی نہایت محدود قوت والے) اور کلاشنکوفوں سے مسلح جوانوں نے 1400 اسرائیلی مار دیے اور 239 قیدی پکڑے۔ اس کے جواب میں اسرائیل نے زمین، آسمان، سمندر، ٹینکوں، جہازوں سے اندھا دھند بمباریاں کر کے دن رات (3 ہفتے سے زائد) ایک کر دیا۔ غزہ میں 8500 شہید، 20 ہزار زخمی، مغربی کنارے میں 120 شہید 2 ہزار زخمی ہوئے۔

فلسطینیوں کی ایسی ناکہ بندی رکھی کہ پانی، خوراک، ادویہ، ایندھن اور آخر میں (دو دن) مواصلاتی رابطوں کے انقطاع کی قیامت توڑی۔ غزہ لاشوں سے پٹ گیا۔ اسکول، ہسپتال، مساجد، رہائش گاہوں، سب پر وحشت ناک بمباری کے سارے عالمی ریکارڈ توڑنے والی خونیں بلا بن گئی۔ حتیٰ کہ مسلمانوں سے منہ موڑنے کی عادت والی عالمی انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں بھی چلا اٹھیں کہ اسرائیل جنگی جرائم کا مرتکب ہے۔ برطانیہ میں حکومتی انتباہات کے باوجود گلاسگو، مانچسٹر اور لندن میں بالخصوص تاریخ کا بہت بڑا مظاہرہ ہوا۔ اسپین، یونان، مراکش، برلن میں کئی چھوٹے بڑے مظاہرے حتیٰ کہ فرانس، اٹلی میں بھی ضمیر جاگ اُٹھے۔ ترکی میں 15 لاکھ کا مظاہرہ ہوا۔ اردگان کی سلطان عبدالحمید خان کی غیرتِ دینی کی یاد تازہ کرتی غم وغصے سے بھری فلسطینیوں کے حق میں طویل تقریر۔ ’حماس دہشت گرد نہیں‘ کو دُہرایا۔ وہ اپنی سرزمین اور عوام کے تحفظ کے لیے کوشاں مجاہدین کی جماعت ہے۔ مغرب کو غزہ میں قتل عام کا مجرم اور اسرائیل کو قابض و غاصب قرار دیا۔ الجزیرہ کے مطابق یہ تقریر سخت، بلند آہنگ اور غیر معمولی تھی۔ (قتل عام اور نسل کشی کے مجرم اسرائیل کو کسی ایک مغربی نے بھی دہشت گرد نہ ٹھہرایا۔)

مظاہرین کی ماتھا پٹی پر ’ہم سب فلسطینی ہیں‘، ’قتل عام بند کرو‘ لکھا تھا۔ لہولہو مظلوم فلسطینیوں نے ضمیر عالم کو جھنجوڑ ڈالا۔ 75 سالہ ظلم وستم سہتی قوم اور یکطرفہ فلسطینی آبادیاں اُجاڑتا، قتلِ عام کے مجرم غاصب اسرائیل کے بھاری بھرکم جرائم پر سوئی دنیا جاگ اٹھی۔ لاوا پھٹ پڑا۔ روس میں مسلم مملکت داغستان کے سینکڑوں مظاہرین اسرائیلی طیارے کی آمد پر مشتعل ہوکر رن وے پر چڑھ دوڑے۔ حکومت پر زور دیا کہ تمام سہولتیں بند کر کے جہازوں کا رُخ موڑ دو۔ بینر لہراتے، ’ہم یہودی مہاجرین کے خلاف ہیں‘، ’داغستان میں بچوں کے قاتلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں‘..... تل ابیب سے یہودیوں کو لے کر آنے والے جہاز کو گھیرے میں لے لیا۔ جہاز کے دروازے بند رکھے گئے۔ وقتی طور پر ایئرپورٹ بند کر کے تمام پروازیں موڑ دی گئیں۔ نفرت کی لہر پھیلتے دیکھ کر امریکا اسرائیل نے ماتم مچا دیا۔ امریکا نے روس کو ان کی حفاظت کرنے کی تاکید فرمائی۔ اور بیانات میں ہر جملے میں Anti-Semitic ’یہود دشمنی‘ کا پرانا کوڑا لہرایا جس سے دنیا میں 75 سال یہودیوں کی تمام تر وحشت اور ظلم کو اسی سے جواز بخشا۔ کوئی اُف نہ، ہولوکاسٹ کے ماروں کو! جنہوں نے فلسطین کی سرزمین کو فلسطینی خون سے سینچا اور ان کے گھروں کو ملبہ بنا کر یہودیوں کی عشرت گاہیں بنائیں۔ ان پشت پناہوں نے مسلمانوں کا 77 فیصد رقبہ یہودی ناجائز قبضے میں دے کر فلسطینی اُجاڑ کر، قتلِ عام بار بار کرتے انہیں مہاجر کیمپوں میں، دنیا بھر میں بکھیر دیا۔ غزہ کی انسانی ناکہ بندی کا شکار کھلی جیل میں 23 لاکھ، ساڑھے 32 لاکھ اُردن میں، ساڑھے 16 لاکھ لبنان، 6 لاکھ اور حتیٰ کہ 5 لاکھ چلی دھکیل دیے۔ اور دنیا بھر میں پھیلے یہودی آبادکار، ان مظلوموں کو قبرستان، کیمپوں میں ڈال کر یہاں آن

لیے۔ داغستان کے مسلمان اسی غم وغصے سے دیوانے ہو کر اٹھے ہیں۔ 3 ہزار فلسطینی بچوں کی لاشوں، سینکڑوں پورے پورے خاندانوں سے محروم ننھے بلکتے بچوں کی تصاویر اور وڈیوز نے امریکی اسرائیلی خون آشامی اور 75 سالہ ظلم کی داستانوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اب 'اینٹی سیمٹک' کا میڈیائی ہتھیار نہیں چلے گا۔ اب 'اینٹی مسلم' (یہودی دشمن نہیں مسلمان دشمن) کی پکار اُٹھے گی۔ سب سے بڑھ کر خود مغربی ضمیر پکار اٹھا ہے: 'بادشاہ ننگا ہے!' آئرلینڈ میں گرجتے برستے مغربی یورپی یونین، برطانوی حکومت کو للکارتے جگاتے تنقید سے بھرے ممبر پارلیمنٹ اور سیاست دان اسرائیل کو عالمی جنگی مجرم قرار دے رہے ہیں۔

دنیا بدل رہی ہے۔ 59 مسلم ممالک کے ہوتے اُمت کے مراکز کا حال خون کے آنسو رلا دینے والا ہے۔ ایک طرف مسلم خون اور گوشت کے اڑتے لوتھڑے کافروں کا دل پگھلا رہے ہیں۔ سابق امریکی فوجی لوکاس گیج جو عراق میں تعینات رہا، اُس نے کہا: 'میں نے عراق میں جھوٹ کی بنیاد پر اس کے لوگوں کو تباہ ہوتے دیکھا اب میں خاموش یا غیر جانبدار نہیں رہ سکتا، جب میں غزہ کے لوگوں کو انہی جھوٹے لوگوں کے ہاتھوں تباہ کیا جاتا دیکھ رہا ہوں۔ میں فلسطین کے ساتھ کھڑا ہوں۔' جبکہ ادھر سعودی عرب میں (لوگوں کے بار بار متوجہ کرنے کے باوجود) 'میوزک/ ثقافتی میلہ سیزن، ناچ گانے، رقص وموسیقی دھوم دھام سے جاری ہے۔ دنیا کی فحش ترین رقاصہ شکیرہ کے رقص سے اس کا آغاز ہونا آخری لمحے تک طے تھا، جس پر اخفا کا پردہ ڈال کر باقی کھیل تماشے جاری ہیں۔ سعودی بھائی سے متاثر ہو کر نگران وزیر اعلیٰ پنجاب یہ بھول گئے کہ یہ پاکستان ہے، 16 دن پر محیط فیسٹیول، لاہور کی راتوں کو موسیقی سے گرمانے کا اعلان کر بیٹھے۔ جلد ہی بوجوہ پتہ چل گیا، اسلام ابھی زندہ ہے! آخری لمحے موسیقی بھری راتیں منسوخ ہوئیں! پھر صوفی موسیقی پر اکتفا کرنا پڑا! عنوان تھا لاہور لاہور ہے! اب کہنا پڑا: پاکستان پاکستان ہے!

نیٹ کی دنیا غم و غصے کا اظہار کر رہی ہے۔ ایک ٹویٹ میں سعودی عرب میں فلسطینی جھنڈا لہرانے کے 'مجرم' کو پولیس گرفتار کر کے لے جا رہی ہے، رنگ میں بھنگ ڈال رہا تھا۔ دوسری طرف خونِ مسلم سے نہائی سیاہ رات میں فلسطینیوں کا پیغام آئینہ دکھا رہا ہے: 'مسلم ممالک کو بتا دو ہمارے جنازے نہ پڑھیں۔ ہم زندہ ہیں تم مردہ ہو!' (گرچہ 'مسلم جواں' زندہ نظر آتا ہے، مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!)

تیسری طرف نیتن یاہو دکھایا گیا ہے جو موجودہ کھجور کی گٹھلی جتنا اسرائیل والا نقشہ دکھا کر پھر اس سے بنتا ہوا گریٹر اسرائیل کا نقشہ مارکر سے نشاندہی کرتا دیکھا جا سکتا ہے۔ سعودی عرب کا سینہ چاک کرتی لکیر، مصر وشام کا احاطہ کرتی اسرائیلی عزائم دکھا رہی ہے۔ جبکہ خون میں لتھڑے بھوکے پیاسے مسلمانوں کے مقابل ریاض ناچ، کھیل، گانے، عیش وعشرت میں گم ہے! کہاں ہے کشنر یہودی؟ بن سلمان اور بن زید کا جگری دوست؟ غزہ کے لیے امن کے چند گھنٹے، پانی کے گھونٹ، دوا کا کوئی انتظام؟ امریکی سیکریٹری اسٹیٹ بلنکن تو اسرائیل پر حملہ ہوتے ہی لپک کر اسرائیل جا پہنچا، یہ کہتا ہوا کہ میں صرف سیکریٹری اسٹیٹ کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک یہودی کی حیثیت سے آیا ہوں۔ (یہودی اخوت کا مظاہرہ کرنے!) غزہ میں انسانیت کے خلاف کھلے بربنہ مظالم کی تائید ڈٹ کر کی! ع یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود! اُدھر اقصیٰ سے ایک امام کی پکار ہے افغانستان اور پاکستان کے لیے۔ ہمیں پکارا ہے خراسان والی احادیث کے تناظر میں ایٹمی طاقت اور قائداعظم، اقبال کی فلسطین سے محبت یاد کرتے ہوئے؟ کتنے سادہ لوح ہیں! ایک تو مسجد اقصیٰ کے معنی ہی دور کی مسجد ہے۔ ہمارے حکمران اور نوجوان تو گھر کے سامنے، قریب کی مسجد نہیں جاتے، اتنی دور کیسے جائیں؟

رہا افغانستان! ہم امریکا سے اُلفت کی منزلیں سر کرتے دوست دشمن کی پہچان کھو چکے۔ اس وقت تو ہم اپنے ملک میں موجود افغانوں کو نکالنے میں بہت مصروف ہیں۔ ہم امریکا کے ترجمان، سہولت کار امیر کبیر افغانوں کو نہیں چھیڑ رہے، جو امریکا برطانیہ نے یہاں بڑے ہوٹلوں یا آبادیوں میں ٹھہرا رکھے ہیں۔ غریب افغان جنگوں میں پاکستان کو اپنا ہی گھر سمجھ کر آ بسے۔ اب ان کی غلط فہمی دور کر رہے ہیں۔ اپنے گھر جا رہے ہیں، ہم سے تو ان کی کرنسی زیادہ مضبوط ہے، حکومت بھی ان کی اپنی ہی ہے۔ ہم تو کشمیر کے لیے بھی صرف دن مناتے ہیں! سو باجی معاف کر دو۔ اللہ مدد کرے گا تمہاری۔ (جیسے افغانوں کی مدد اس نے کی! ہم اس وقت بھی امریکا کی مدد میں مصروف تھے۔) اُدھر آئرلینڈ کے سیاست دان، پارلیمنٹ ممبران تڑپ رہے ہیں۔ ہماری سیکولر پارٹیاں سکون سے سیاست، نیز دوبئی (اسرائیلی معاہدے میں بندھا) اور برطانیہ میں اپنی جائیدادیں بچانے کو گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے ہیں۔ الیکشن لڑنے ہیں، امریکا آڑے ہاتھوں نہ لے لے! یہ بھی اندیشہ ہے۔ مسلم لیگی سینیٹر جذبات میں ہٹلر دکھا کر یہودیوں کو تڑپا گیا ہے۔ اللہ اس کی سیٹ کی خیر کرے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(19 تا 25 اکتوبر 2023ء)

جمعرات (19-اکتوبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ دوپہر کو لاہور پریس کلب پر مظاہرے میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

جمعہ (20-اکتوبر) جمعہ سے قبل ناظم رابطہ، انتظامی وقانونی امور اور ناظم نشر واشاعت سے ان کے شعبوں کے حوالے سے میٹنگز کیں۔ مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ کے ہمراہ ڈاکٹر عبدالسمیع کی عیادت کی۔ پھر حلقہ بہاولنگر کے دورہ کے لیے بہاولنگر کے لیے روانگی ہوئی۔ مرکزی معاون شعبہ تعلیم وتربیت، سجاد سرور (سابقہ امیر حلقہ) کے ساتھ تقریباً رات 9:30 بجے بہاولنگر پہنچے۔ امیر حلقہ کی رہائش گاہ پر قیام کیا۔

ہفتہ (21 اکتوبر) اور اتوار (22 اکتوبر) کو حلقہ بہاولنگر کے دورہ کی مصروفیات رہیں۔

پیر (23 اکتوبر) کو بعد نمازِ فجر لاہور واپسی ہوئی۔ صبح شعبہ تربیت، سمع وبصر، مالیات اور نظامت سے میٹنگز کیں۔ بعد ازاں کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (24-اکتوبر) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (25-اکتوبر) کو قرآنی نصاب اور دیگر امور کے حوالے سے ڈاکٹر منظور مینگل صاحب سے ناردرن بائی پاس کراچی میں جامعہ صدیقیہ میں ملاقات کی۔ دورہ حدیث کے طلبہ سے گفتگو کا موقع ملا۔ مفتی منیب الرحمٰن صاحب سے بھی قرآنی نصاب اور دیگر امور کے حوالے سے ملاقات رہی۔ شام کو IBA کراچی میں فلسطین کے حوالے سے گفتگو کا موقع ملا۔ رات کو سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ICMA کراچی میں منعقدہ پروگرام میں خطاب کیا۔ قائم مقام نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

اہلِ فلسطین اور امت مسلمہ

نعیم اختر عدنان

اہل فلسطین خصوصاً غزہ میں اسرائیل کی درندگی، امریکہ اور کئی یورپی اقوام کی کھلم کھلا مدد وحمایت کے تناظر میں امت مسلمہ کے لیے قرآن مجید کی رہنمائی وہدایت

قرآن مجید کی بہت سی مدنی سورتوں میں ایسے کئی احکامات موجود ہیں جن پر دور نبوی ﷺ اور دور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مابعد ادوار میں عمل کیا گیا مگر پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں مسلمانوں کی سیاسی وحدت کا حامل نظام، نظام خلافت، خلافت عثمانیہ کو ختم کردیا گیا۔ بقول اقبال ع

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا

اس وقت سے لے کر آج تک اسلامی دنیا ایک اجتماعی قیادت سے محروم چلی آرہی ہے، اس وقت مسلمان ممالک کے نام سے اٹھاون کے قریب مملکتیں موجود ہیں جہاں مسلمان ہی حکمران ہیں۔ اور اس میں ترکی اور افغانستان کو چھوڑ کر باقی ماندہ ممالک کے حکمران،

یہ زائرین حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا ہے جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

کے مصداق اہل کفر کے ہی کاسہ لیس اور انہیں کے بے دام غلام بنے ہوئے ہیں، برطانوی سامراج نے بالفور ڈیکلیریشن کے ذریعے یہود کو سرزمین فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی، بلکہ یہود کے لیے علیحدہ وطن کے قیام کے لیے ہر قسم کی امداد فراہم کی، اس حوالے سے پورا یورپ الکفر ملت واحدہ بن کر اسرائیل کے قیام کے لیے متحرک ہوگیا، اور یوں فلسطین کی سرزمین پر اسرائیلی ریاست کی صورت میں ایک خنجر پیوست کردیا گیا، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے تاریخ ساز الفاظ میں اسرائیل کو مغرب کا حرامی بچہ، قرار دیا، یہی سازش برطانوی سامراج نے تقسیم ہندوستان میں ریڈ کلف ایوارڈ کے ذریعے کی کہ گورداس پور کا علاقہ بھارت کو دے کر کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ کی راہ ہموار کردی۔ وہ دن اور آج کا دن اہل فلسطین کی طرح اہل کشمیر بھی ہندو سامراج کی چیرہ دستیوں اور ظلم وستم سے نبرد آزما ہورہے ہیں، اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، عالمی عدالت انصاف، انسانی حقوق کے دیگر ان گنت عالمی اداروں کی موجودگی میں یہود وہنود فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں کا مسلسل کشت وخون کر رہے ہیں۔ ان دونوں ممالک پر کوئی مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی قانون اور ضابطہ اخلاق لاگو نہیں ہوتا، ستم بالائے ستم عالمی قوتیں اور عالمی ادارے سامراجی طاقتوں کے بھیانک روپ میں ان جارح ممالک کی ہر طرح سے مدد کررہے ہیں۔ امت مسلمہ کی نام نہاد قیادت انہی عالمی طاقتوں کی زلف گرہ گیر کی اسیر بن چکی ہے۔ اس تناظر میں اہل فلسطین کے علاقے غزہ میں حماس کے معمولی ردعمل کو بنیاد بنا کر اسرائیل نے تین ہفتوں سے جاری اپنی سفاکیت اور شیطنت کی انتہا کردی ہے اور امریکی اور برطانوی سامراج اور دیگر مغربی ممالک کی علانیہ اور کھلم کھلا اسلحہ سمیت ہمہ اقسام کی حامل مدد کی جارہی ہے۔ اسرائیل کی اس ننگی جارحانہ بدمعاشی کو بڑھاوا دینے میں یہ ممالک برابر کے شریک جرم ہیں۔ جبکہ مسلمان ممالک کے حکمران انہی ممالک اور عالمی اداروں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ یہ اسرائیل کو جنگ بندی پر مجبور کریں، یہ تو وہی بات ہوئی جو شاعر نے بیان کی ہے۔

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

مسلمان ممالک اور دیگر اقوام عالم کی انصاف پسند عوام پوری دنیا میں اسرائیل اور مغربی طاقتوں کے ظلم وجارحیت اور دہرے اور منافقانہ معیار پر تھوتھو کرکے سراپا احتجاج ہیں۔ اس تناظر میں ہم بحیثیت مسلمان آسمانی ہدایت کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں موجود سورہ توبہ کی آیت نمبر 8 اور 10 میں ارشاد ربانی ہے: ’’اور ان کافروں اور مشرکوں سے تمہارا عہد وپیمان کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ جب تم پر یعنی مسلمانوں پر غالب آکر قابو پالیں تو نہ کسی قرابت داری اور نہ کسی عہد وپیمان کا پاس و لحاظ کریں گے، یہ محض زبانی جمع خرچ سے تمہیں راضی کرنے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ ان کی دل اس بات سے انکاری ہیں اور ان کی اکثریت بدکرداروں پر مشتمل ہے۔‘‘ آیت نمبر 10 میں فرمایا گیا: ’’یہ کسی مسلمان کے حق میں کسی قرابت داری یا معائدہ کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، درحقیقت یہ حد سے گزرے ہوئے لوگ ہیں۔‘‘

سید قطب شہیدؒ اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں ان آیات کے تحت لکھتے ہیں کہ کافر اور مشرک مسلمانوں سے اس وقت عہد وپیمان کرتے ہیں جب وہ کمزور و لاچار ہوں اور مسلمانوں کے مقابلے سے عاجز ہوجائیں اور جب یہ کفار مسلمانوں پر غالب اور فاتح ہوجائیں تو مسلمانوں کے ساتھ وہ سلوک اور برتاؤ کرتے رہے ہیں اور کریں گے جن کا مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ایسے حالات میں یہ کافر اقوام نہ کسی معائدہ کا خیال کریں گی اور نہ کسے انسانی اور اخلاقی ذمہ داری کا لحاظ و پاس کریں گی، یہ اقوام مسلمانوں کے ساتھ ایسے مذموم افعال کے ارتکاب سے بھی دریغ نہیں کریں گی جن کو یہ خود بھی جرائم کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ فطرتاً کسی عہد ومعائدہ اور کسی تعلق ورشتہ داری کا لحاظ و پاس رکھنے کی بجائے ظلم وزیادتی کی تمام حدود وقیود کو پار کرجاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں کیا جاتا ہے۔ تاریخ میں اہل ایمان کے ساتھ یہی بہیمانہ سلوک روا رکھا گیا ہے، فرعون کی دعوت پر بلائے جانے والے جادوگر جب حقیقت ایمان و اسلام سے بہرہ مند ہوگئے تو وہ فرعون کے غیظ وغضب کا شکار ہوگئے۔ انہوں نے اس لمحے یہ بات کہی کہ ’’اور تم ہم سے جو انتقام لے رہے ہو تو صرف اس وجہ سے کہ ہم نے اپنے رب کی آیات کو مان لیا ہے جب وہ ہمارے سامنے آئی۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب سے فرمایا: ’’اے اہل کتاب تم ہم سے جو انتقام لیتے ہو تو صرف اس لیے کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔‘‘ (المائدہ 59)

اللہ تعالیٰ نے اُن مومنین کے بارے میں بھی یہی فرمایا تھا جن کو اصحاب الاخدود نے آگ کی خندقوں میں جلایا تھا۔ ’’ان لوگوں سے اس لیے انتقام لیا گیا تھا کہ وہ اللہ العزیز و الحمید کی ذات پر ایمان لے آئے تھے۔‘‘ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کافروں اور مشرکین کی جانب سے انتقام کا سبب اور وجہ ایمان واسلام ہی قرار پاتا ہے اور اسی لیے یہ کسی بھی زمانے میں کسی بھی جگہ پر کسی بھی ضابطے، قانون اور کسی انسانی حق اور رشتہ داری تک کا لحاظ نہیں کرتے ہیں، ان قرآنی تعلیمات کی روشنی میں امت اسلامیہ کی سیاسی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی عالمی اداروں اور ان کے بنائے گئے قوانین اور ضوابط کا کھلم کھلا انکار کردیں۔ جب اہل کفر بین الاقوامی قوانین کو پاؤں تلے روندرہے ہیں تو امت مسلمہ یکطرفہ طور پر ان عالمی قوانین اور اداروں کی محتاج کیوں ہے، غزہ اور کشمیر میں روا رکھے گئے رویے کے تناظر میں امت مسلمہ کی طرف سے عالمی اداروں سے لاتعلقی بلکہ علی اعلان علیحدگی کا اعلان کرنا چاہیے اور اسلامی کانفرنس تنظیم کو فعال بنا کر تمام فیصلے اور اقدامات اس کے تحت کیے جائیں۔ یہی راستہ امت کے وقار کے تحفظ کا راستہ ہے۔

۞ ۞ ۞

اب عہدِ غلامی کر لو......!

ام محمد بن سعد

دل ہے کہ ہر پل غمگین ہے، دماغ ہے کہ اپنے فلسطینی عضو کے درد کو بھلا نہیں پا رہا...... اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ قلم لکھنے سے عاری ہے۔ ایک طرف مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں، تو دوسری طرف انہی مسلمانوں کی بے حسی کے بارے میں۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمان تو جسدِ واحد کی طرح ہوتے ہیں جس کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا رہے...... پھر ہم کیوں درد محسوس نہیں کر پا رہے؟ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ یا جس طرح ایک شرابی نشے میں آ کر ایسا مدہوش ہوتا ہے کہ اسے صرف fantasy یاد رہتی ہے اور ہر درد بھول جاتا ہے، ہم بھی نشے میں ہیں......؟ ہاں! ہم نشے میں ہیں۔ دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا نشہ، بیرونِ ملک مقیم ہو جانے کا نشہ، بینک بیلنس بڑھانے کا نشہ، ایک مخصوص طبقے میں ڈگریاں حاصل کرنے کا نشہ...... اور...... ورلڈ کپ کا سستا نشہ...... کہ نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم...... بربادیٔ وقت...... خسر الدنیا والآخرۃ!

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود! اور صہیونیوں کی کوششیں تو بتاتی ہیں کہ ان کو یقین ہے کہ ان کا مسیحا آئے گا اور ان کو فتح نصیب ہو گی...... ایک مسیحا ہمارا بھی تو آنا ہے، مگر ہم مومن ہونے کے باوجود ایمان کی کیفیت سے تہی دامن ہیں۔ بیت المقدس کس کا قبلہ ہے؟ شاید فلسطینیوں کا...... باقی امت اس سے لاتعلق بنی بیٹھی ہے۔ کل کو خاکم بدہن، اگر بیت اللہ پر حملہ ہو جائے، تب بھی ہمارا یہی ردِعمل ہو گا؟ کرکٹ کھیلیں گے اور جیت ''عربی بھائیوں کے نام'' کر دیں گے؟ کیونکہ بیت اللہ تو ان کا ہے!

غزہ میں شہادت پانے والے بچوں کا درد کیوں ہمیں اپنے بچوں کی طرح محسوس نہیں ہوتا؟ کیوں ان عورتوں کو ہم اپنی مائیں اور بہنیں نہیں سمجھتے؟ کیوں وہ مرد ہمیں ہمارے بھائیوں کی یاد نہیں دلاتے؟ میرے یا آپ کے بھائی کے گھر خدانخواستہ کوئی آگ لگا دے جبکہ پورا خاندان وہیں محصور ہو، کیا میرے حلق سے نوالہ اترے گا؟ میں چین کی نیند سو پاؤں گی؟ پھر کیسے ہم خبریں لگا کر اپنے بھائیوں پر بمباری ہوتے دیکھتے ہیں اور سامنے بیٹھے پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں، جیسے وہی کوئی ڈراما چل رہا ہو، ساتھ ساتھ اس پر تبصرہ چل رہا ہو، کوئی غمزدہ کرنے والا سین آئے تو چار آنسو بہا لئے جائیں...... اس کے بعد وہ عارضی درد وہیں چھوڑ کر قہقہے لگاتے، گلچھرے اڑاتے اپنی دنیا میں مست مگن ہو جائیں! اس پر مستزاد یہ کہ ہم سمجھیں کہ آزمائش فلسطینیوں پر آئی ہے اور ہم تو ابھی بچے بیٹھے ہیں...... ہرگز نہیں! امتحان تو ہمارا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ حق کا رخ کرتے ہیں یا جس کرکٹ گراؤنڈ کی طرف طاغوتی طاقتیں آنکھوں پر پٹی باندھ کر، بندوق کی نالی سے ٹھوکر لگا کر ہمیں موڑتی ہیں، ہم مڑ جاتے ہیں...!

کہنے لگے کہ ہم کو تباہی کا غم نہیں
میں نے کہا کہ وجہ تباہی یہی تو ہے
ہم لوگ ہیں عذابِ الٰہی سے بے خبر
اے بے خبر! عذابِ الٰہی یہی تو ہے!

یاد رکھیں۔ ایک بات تو طے ہے...... کہ جلد یا بدیر، ہم پر بھی یہ حالات آنے ہیں۔ ملحمۃ الکبریٰ کی خبر رسول اللہ ﷺ ہمیں بہت پہلے دے چکے...... سو ہم نے وہ وقت نہ دیکھا تو ہماری نسلوں کو دیکھنا پڑے گا۔ سو یہ کبوتر کی طرح آنکھیں موند کر سر گردن میں کئے بیٹھے رہنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔ چاہے دیکھنے میں لگے کہ ''ایک میں Pepsi نہیں پیوں گی تو کیا ہو گا؟'' یا ایک میرے McDonald's نہ کھانے سے ان کی دکانیں بند تو نہیں ہو جائیں گی''...... ہاں، نہیں ہو گا ایسا، لیکن ہمارا کھاتا تو اللہ کے نزدیک صاف ہو گا نا۔ اپنے حصے کا قطرہ ڈال کر گو کہ ہم غزہ کی سلگتی آگ نہ بجھا سکیں گے، مگر ربِ قہار کی بھڑکائی ہوئی دائمی آگ سے تو چھٹکارا حاصل کر پائیں گے نا؟ تو پھر کیوں نہ اپنے اپنے حصے کی معذرت اپنے رب کو پیش کرنے کا سامان کریں...... کہ جب روزِ حساب اللہ تعالیٰ پوچھے کہ تم نے اپنے جسم کے دکھتے حصے کی کیا دوا کی، تو ہم اس کو عذر تو پیش کر سکیں...... کہ اے میرے رب! تو نے مجھے قوتِ گویائی عطا کی تھی، سو میں نے سماعتوں کے در کھٹکائے...... تو نے مجھے زورِ قلم عطا کیا تھا، سو میں نے روشنائی کے ذریعے خوابِ غفلت میں کھوئے ہوؤں کو جگانے کی کوشش کی...۔ تو نے مجھے زورِ بازو عطا کیا تھا، سو میں تو میدانِ جنگ میں ہی پہنچ گیا اور تیرے دشمن سے ٹکرا گیا...... اے میرے رب! میرے ہاتھ پاؤں سلامت تھے، سو میں اہلِ اقتدار کے ایوانوں کے در کھٹکانے جا پہنچا کہ وہ سیاسی محاذ پر سرگرم ہوں اور اپنا کردار ادا کریں...... مجھ میں غیرت و حمیت باقی تھی سو میں نے ان کی مصنوعات خود پر حرام کر لیں...... تو نے مجھے اچھے حافظے سے نوازا تھا، سو میں نے دن رات قنوت نازلہ یاد کر کے اس کا التزام کیا...... اور اے میرے رب! تو نے امت کا مستقبل میری جھولی میں ڈال رکھا تھا، سو میں نے اس کو واقعی امت کا ایک کارآمد فرد بنا ڈالا...۔ اس کے دل میں احساس پیدا کیا کہ اگر امت کا ایک حصہ درد سے تلملا رہا ہو تو وہ بھی چین کی نیند نہ سو پائے...... اس کے دل میں یہ شوق ڈالا کہ جب کالے جھنڈے القدس کو فتح کرنے جائیں تو ان میں سے ایک جھنڈا اس کے قوی بازو نے بھی اٹھا رکھا ہو۔ غرض جس سے جو بن پائے، کر گزرے۔ کیونکہ قطرہ قطرہ مل کر ہی سمندر بنے گا، اور چاہے وہ سمندر ہماری زندگیوں میں نہ بن پائے، مگر ہماری اخروی نجات میں ہمارے حصے کا ایک قطرہ ہی سمندر کا کام کر گزرے گا...... اور یہی مطلوب و مقصود ہے!

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ اسلام آباد کے ناظم تربیت عامر نوید کے والد صاحب کا آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0300-0881832

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

حقیقتِ فتنۂ دجال

جدید تحقیق...... قسط (3)

محمد رفیق چودھری

معجزہ، جادو اور دجالیت

سپر نیچرل کی تعریف ہم اوپر پڑھ آئے ہیں جسے مختصر انداز میں یوں بیان کیا جاتا ہے:

"The supernatural is phenomena or entities that are not subject to the laws of nature."

ترجمہ: ’’سپر نیچرل وہ مظاہر یا ہستیاں ہیں جو فطرت کے قوانین کے تابع نہیں ہیں۔‘‘

مثال کے طور پر ایک سیب کا بیج زمین میں جاتا ہے، پھر اس بیج سے سیب کا پودا پیدا ہوتا ہے اور بڑا ہو کر ایک درخت کی صورت اختیار کرتا ہے اور پھل دینے لگتا ہے۔ یہ فطرت کے قوانین کے عین مطابق ہے۔ اب یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ سیب کا یہ درخت پھل کے طور پر آم پیدا کرنے لگے یا سیب کا درخت بننے کے اس پورے پراسس کے بغیر ہی سیب پیدا ہونے لگ جائیں۔ اگر کسی کو ایسا دکھائی دیتا ہے تو یہ مافوق الفطرت یا خلاف فطرت عمل ہے اور اس کے دو ہی راز ہو سکتے ہیں: یا تو یہ معجزہ ہوگا یا پھر جادو ہوگا۔ دجالی دین میں چونکہ معجزہ اور جادو دونوں کے لیے Supernatural کی اصطلاح عام کی جارہی ہے۔ لہٰذا اگر ہم معجزہ اور جادو میں فرق نہیں کر پاتے تو ہم Supernatural کے نام پر فتنہ دجال کا شکار ہوجائیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کاروبار میں منافع جائز ہے جبکہ سود حرام ہے۔ لیکن دجالیت نے سود کے لیے انٹرسٹ کا نام رکھ کر جائز اور ناجائز کو خلط ملط کر دیا، یعنی منافع کی آڑ میں سود کو بھی جائز قرار دے دیا۔ اسی طرح معجزہ اللہ کی طرف سے ہے اور جادو شیطان کی کارستانی ہے لیکن دجالیت نے دونوں کے لیے Supernatural کی اصطلاح وضع کر کے معجزہ اور جادو کے تصور کو باہم منطبق کر دیا۔ جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ لوگ جادو کو بھی معجزہ یا کرامت سمجھ کر دجالوں کے فتنے کا شکار ہو جائیں۔ مثال کے طور پر آپ موجودہ دنیا کی کسی بھی معروف آن لائن ڈکشنری یا علمی ویب سائٹ پر جادو کے معنی اور مفہوم تلاش کریں گے تو اس میں آپ کو ایک جیسی ہی اصطلاح ملے گی۔ جیسا کہ آپ Merriam Webster پر جادو کی تعریف تلاش کریں تو وہاں لکھا ہوا آئے گا:

"The use of means believed to have supernatural power over natural forces."

’’ایسے ذرائع کا استعمال جن کے متعلق تصور کر لیا گیا ہے کہ وہ فطری قوتوں پر مافوق الفطرت طاقت رکھتے ہیں۔‘‘

اسی طرح معروف علمی ویب سائٹ وکی پیڈیا پر آپ کو جادو کے لیے Magic (Supernatural) کی اصطلاح عام ملے گی اور اس کے ذیل میں جادو کی تعریف آپ پڑھیں گے تو لکھا ہوا ملے گا:

"Magic is the application of beliefs, rituals or actions employed in the belief that they can manipulate natural or supernatural beings and forces."

’’جادو ان عقائد، رسومات یا اعمال کا اطلاق ہے جو اس یقین میں استعمال ہوتے ہیں کہ وہ قدرتی یا مافوق الفطرت مخلوقات اور قوتوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔‘‘

ہم جانتے ہیں کہ عقائد، رسومات اور اعمال (عبادات) کا نام ہی مذہب ہے۔ لیکن اگر طاغوتی قوتیں ایک ایسے آرڈر (نظام، دین) کی بات کرتی ہیں جس میں اللہ، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور جادو اور معجزہ میں کوئی فرق نہ کرتے ہوئے اس کے لیے ایک مشترک اصطلاح استعمال کرتی ہیں تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ ان کا نظام یعنی دین جادو کے مذہب کی بنیاد پر کھڑا ہے ...... اور ہم روایات میں پڑھتے ہیں کہ دجال کا مذہب جادو ہوگا۔ وہ لوگوں کو مارے گا اور پھر زندہ کرے گا، ایک شخص کے مردہ والدین کو بظاہر زندہ کرے گا تو وہ اُسے کہیں گے یہی تمہارا رب ہے، اس کو مان لو، وہ ہواؤں میں سفر کرے گا اور چند لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہنچ جائے گا، وہ کہے گا تو آسمان سے بارش برسنے لگے گی، اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے، جو لوگ دجال کو رب مان کر کفر کا ارتکاب کریں گے، اُن کی زمینیں خوب فصلیں دیں گی، ان کے جانور خوب دودھ دیں گے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن میں سے ایک کو جنّت اور دوسری کو دوزخ کہے گا۔ درحقیقت جسے وہ جنّت کا نام دے گا وہ دوزخ اور جسے وہ دوزخ کا نام دے گا وہ جنّت ہوگی (یعنی دنیا کے خزانوں، خوراک، اشیائے ضروریات اور وسائل پر اس کا قبضہ ہوگا، جو اس کو رب مان لیں گے اُن کے لیے دنیا جنت جیسی بن جائے گی، یعنی اُن کے لیے سہولیات زندگی کی بہتات ہوگی، ہر طرح کی آسائشیں میسر ہوں گی لیکن آخرت میں ان کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہوگا اور جو اس کا انکار کریں گے اُن کے لیے یہ دنیا عارضی طور پر اگرچہ جہنم بن جائے گی لیکن آخرت میں انہیں دائمی جنت نصیب ہوگی۔) ...... دجال کے یہ کام بھی غیر فطری ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نومولود کی حیثیت سے بول پڑنا، مردوں کو زندہ کر دینا اور بیمار کوڑھیوں کو ان کے ہاتھ سے شفا ملنا ایک مافوق الفطرت عمل تھا۔ اسی طرح دیگر انبیاء پر جو معجزات نازل ہوئے وہ بھی مافوق الفطرت مظاہر تھے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہی کام ایک پیغمبر کرتا ہے اور وہی کام بظاہر دجال کرے گا اور وہ خود کو مسیح ابن مریم ظاہر کرے گا تو لوگ مسیح ابن مریم ؑ اور مسیح الدجال میں فرق کیسے کر پائیں گے؟ ...... یہ ہے وہ اصل سوال جو ہمیں فتنہ دجال کو سمجھنے اور اس سے اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو بچانے میں مدد دے سکتا ہے اور اس سوال کا جواب ہمیں صرف علوم وحی سے مل سکتا ہے۔ علوم وحی کا حتمی، کامل اور فائنل ایڈیشن قرآن و حدیث ہیں کیونکہ اللہ کے آخری نبی ﷺ پر وحی کا اتمام اور کمال ہو چکا۔ لہٰذا اب فتنۂ دجال سے بچنے اور اس فتنہ کے دور میں رہنمائی حاصل کرنے کے لیے واحد ذریعہ قرآن اور حدیث ہے۔

(جاری ہے)

شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے

خورشید انجم، مرکزی ناظم شعبہ تربیت

کہا جاتا ہے موت برحق ہے البتہ کفن میں شک ہے۔ اس عالم آب و گل سے جدائی یقینی ہے۔ جو نفس بھی اس دنیا میں آیا ہے، اس نے واپس بھی جانا ہے۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط﴾ دعائے زیارتِ قبور کے مطابق جو یہاں سے جا چکے ہیں، ہم سب نے بھی ان کے پیچھے جانا ہے۔ بس آگے پیچھے کی بات ہے۔ عزت، شہرت، ناموری اور مال و دولت سب اس دنیا تک ہیں۔ کوئی بھی چیز ساتھ جانے والی نہیں، ساتھ جانے والی شے صرف اعمالِ صالحہ ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو ان تمام چیزوں سے مبرّا ہوتے ہیں۔ ان کا مطمعِ نظر شہرت، ناموری یا مال و دولت ہوتا ہی نہیں بلکہ ایک حدیث کے مطابق وہ دنیا میں اجنبی یا راہ چلتے مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ ایک صحابیؓ کی قبر کی کھدائی کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مٹی کریدتے ہوئے فرمایا: لوگو! اس دن کے لیے کچھ کر رکھو۔ لوگو! اس دن کے لیے کچھ کر رکھو۔ اور __

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

یادش بخیر۔ 1983ء میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ پشاور کے دعوتی دورے پر تشریف لائے تو راقم اور برادرم مجاہد نسیم نے اکٹھے بانی محترمؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی۔ اگلے سال 1984ء میں بانی محترمؒ دوبارہ تشریف لائے تو کچھ اور حضرات نے بھی اس قافلہ سخت جان میں شمولیت اختیار کی۔ ان میں محترم غلام مقصود مرحوم بھی شامل تھے۔ اس وقت پشاور کی تنظیم گنے چنے افراد پر مشتمل تھی۔ لہٰذا تمام رفقاء کا آپس میں ایک شخصی، ذاتی اور حقیقی معنوں میں برادرانہ تعلق ہوتا تھا۔ پہلے دن ہی جو تعلق ان سے قائم ہوا، وہ تادمِ حیات قائم رہا۔ اگرچہ اس میں کافی نشیب و فراز بھی آئے۔ لیکن تعلق اور محبت کا رشتہ اسی طرح قائم رہا۔ شاید عالم ارواح میں ہماری ارواح میں دوستی تھی جس کی وجہ سے مزاجوں کے اختلاف کے باوجود ہمارا یہ اکٹھ قائم رہا۔

غلام مقصود پشاور کے قریب ایک گاؤں ثمر باغ میں 1953ء میں پیدا ہوئے۔ انٹر تک کی تعلیم حاصل کی اور پھر واپڈا میں ملازم ہو گئے۔ ان کے ایک بڑے اور چھوٹے بھائی بھی واپڈا میں ملازم رہے۔ گاؤں کے روایتی دینی ماحول میں زندگی گزر رہی تھی کہ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کے ایک عالم، جنہیں خیبر پختونخوا میں پنج پیری کہا جاتا ہے، سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے غلام مقصود کو قرآن مجید کے ترجمہ سے روشناس کرایا۔ جس سے قرآن کی دعوت توحید نکھر کر سامنے آئی اور شرک و بدعت کی جملہ صورتیں، جو ہمارے معاشرے میں رائج ہیں، کے خلاف داعیہ پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں جماعت اسلامی کے ایک جید عالم دین مولانا عبدالرحیم چترالی سے رمضان میں دورۂ تفسیر بھی مکمل کیا جس سے توحید کے نئے گوشے سامنے آئے اور توحید حاکمیت سے بھی آگاہی ہوئی۔ اسی دوران بانی محترمؒ کی تقاریر سننے کا اتفاق ہوا تو وہی کیفیت ہوئی کہ __

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ستمبر 1984ء میں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بیعت سمع و اطاعت کر کے غلبۂ اقامت دین کی جدوجہد کا حصہ بن گئے۔ اس دوران کتنے ہی نشیب و فراز آئے لیکن وفاداری بشرطِ استواری کے اصول کے تحت اور ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ز﴾ (الاحزاب:23) کے مصداق تادمِ آخر اس قول و قرار کو نبھایا اور اپنے آپ کو اس کھونٹے سے باندھے رکھا۔ یہاں تک کہ اپنے رب کے پاس پہنچ گئے۔ 1984ء میں پشاور میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور بعد ازاں پشاور کے خیبر بازار میں ایک کشادہ کمرہ دفتر کے لیے حاصل کیا گیا تو ناظم دفتر کی ذمہ داری انہوں نے سنبھالی۔ بعد ازاں ناصر مینشن شعبہ بازار میں انجمن خدام القرآن کے دفتر میں بھی ناظم دفتر کی ذمہ داریاں ادا کیں۔ کچھ عرصہ قرآن اکیڈمی پشاور میں بھی خدمات سرانجام دیں۔

گاؤں کے ماحول کے ساتھ عدم موافقت اور دفتری ذمہ داریوں کی وجہ سے شہر منتقل ہو گئے۔ لیکن وفات سے تقریباً دس سال پہلے دوبارہ گاؤں منتقل ہونے کا خیال دل میں آیا اور پھر گھر کی سادہ سی تعمیر کر کے دوبارہ گاؤں پہنچ گئے۔

1984ء سے لے کر تادمِ وفات میرا ان کے ساتھ برادرانہ تعلق رہا۔ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے لیکن تعلقات میں کوئی مغائرت نہ تھی۔ 1986ء تا 1990ء میں جب تعلیم کے سلسلہ میں اسلام آباد میں مقیم تھا تو اکثر پشاور میں چھٹی کا دن ان کے ساتھ گزرتا۔ میرا اور ان کا سفر و حضر کا ساتھ تھا۔ 1986ء کی 21 روزہ تربیت گاہ اور سالانہ اجتماعات کے اسفار یادگار ہیں۔

غلام مقصود حدیث نبوی ﷺ کے مطابق کہ ”جو علم تھا اس پر عمل کتنا کیا؟“ کو سامنے رکھتے اور جو بات علم میں آجاتی اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔ شادی بیاہ اور فوتگی کی غیر شرعی اور ہندووانہ رسومات سے پہلے بھی اجتناب کرتے تھے۔ تنظیم میں آنے کے بعد اس معاملے میں شدت آگئی۔ پردے کے احکامات کا علم ہوا تو فی الفور عامل ہو گئے۔ آبائی زمین میں مروّجہ روایتی انداز میں کاشت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ کسی مالی نقصان کی پرواہ کیے بغیر اپنے آپ کو اس سے جدا کر لیا۔

ان کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ سادہ سا لباس اور ایک رومال جو خیبر پختونخوا میں علماء اور دیندار لوگوں کی پہچان ہے، ان کے کندھے پر ہوتا تھا۔ معاملات میں انتہائی کھرے اور شفاف تھے۔ داماد کو نامعلوم افراد نے قتل کیا تو حکومت کی طرف سے بیٹی کو جو رقم ملی وہ وراثت کے اصول کے مطابق تقسیم کر دی۔ اگرچہ گھر کے افراد اس معاملہ میں ان کے ہمنوا نہیں تھے۔ کھرے اور بے باک انسان تھے۔ خودداری، حق گوئی اور بے باکی ان کے مزاج کا حصہ تھی اور بعض اوقات اس میں سختی آجاتی اور حق بات کا اظہار کرنے میں اس بات کی پرواہ نہ کرتے کہ مخاطب کون ہے۔ اور ان کی اسی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے بعض ساتھی ان سے شاکی رہتے۔

چالیس سالہ تنظیمی زندگی میں ایک دو مرتبہ قدرے پسپائی کی نوبت بھی آئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوبارہ ثابت قدم ہو گئے۔

ان کی خوش قسمتی کہ وہ دین کی طرف قرآن کے راستے سے آئے۔ پنج پیری طرز پر قرآن پڑھا اور سمجھا اور ساتھ ہی گاؤں میں چند لوگوں کو لفظی اور بامحاورہ قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ بعدازاں دورۂ تفسیر اور تفہیم القرآن کے مطالعہ سے وسعت پیدا ہوئی۔ تفہیم القرآن تو گویا انہیں حفظ تھی۔ تفسیر عثمانی اور تدبر قرآن کا بھی بالاستیعاب مطالعہ کر رکھا تھا اور اکثر تفہیم اور تدبر کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا کرتے۔ اس کے علاوہ دوسری تفاسیر کا بھی گاہے بگاہے مطالعہ جاری رہتا۔ بانیٔ محترم کے ترجمہ و تشریح ''بیان القرآن'' کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اس میں وہ وہ نکات بیان ہوئے ہیں جو کسی اور تفسیر میں نہیں ملتے۔

تنظیم کے کئی رفقاء نے ان سے وقتاً فوقتاً قرآن پڑھا اور ان سب کا ان کے ساتھ تنظیمی رفاقت کے ساتھ ساتھ ایک استاد اور عقیدت کا رشتہ بھی تھا، جس کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی ہوتا رہتا۔ لیکن وہ اپنی ذات میں ان سب ادب آداب سے کوسوں دور تھے بلکہ اس کو بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی ان کے ساتھ استاد شاگرد کے رشتے کا اظہار بھی کرے بلکہ تنظیمی رفاقت اور دوستانہ تعلقات کے اظہار کو ہی ترجیح دیتے۔

تقریباً 6 سال قبل سرطان کے عارضہ میں مبتلا ہوئے۔ شوکت خانم ہسپتال لاہور اور پشاور سے علاج کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔ سرطان کے مرض کی شدید تکلیف میں انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور اس کرب کو بڑی حوصلہ مندی سے برداشت کیا۔ کبھی شکایت کا لفظ زبان پر نہ لائے۔ تقریباً دو سال قبل فالج کا حملہ ہوا اور بایاں حصہ متاثر ہوا۔ البتہ وقت کے ساتھ بہتری آتی چلی گئی۔ لیکن پھر کچھ عرصہ بعد کمزوری بڑھنا شروع ہوگئی اور چلنے میں دشواری ہونے لگی۔ بعدازاں بستر سے لگ گئے۔ اس دوران گاہے بگاہے ان سے ملاقات ہوتی رہتی۔ اپریل 2023ء میں ملاقات کے لیے گیا تو صرف آنکھوں کے اشاروں سے گفتگو کی اور ہلکا سا مسکرائے۔ اس دوران ان کے بیٹے کے بقول یادداشت کھو چکے تھے اور کسی کو نہیں پہچانتے تھے۔ ماہ اگست میں پشاور جانا ہوا تو دیکھا کہ بے حس و حرکت ایک لاشہ پڑا ہوا ہے اور کوئی حرکت نہیں ہے۔ انتہائی غمزدہ دل کے ساتھ واپسی ہوئی۔ وفات سے تقریباً ہفتہ قبل نمونیے کا اٹیک ہوا۔ سانس اکھڑ گئی۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ افاقہ ہوا تو ہسپتال سے واپس لائے لیکن اگلے ہی دن دوبارہ طبیعت خراب ہوئی فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن وقت پورا ہو چکا تھا۔ اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

ان کی وفات سے تقریباً ہفتہ قبل ایک رفیق نے فون کر کے بتایا کہ ''میں نے غلام مقصود صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تقریب میں بانیٔ محترم ڈاکٹر صاحبؒ تشریف فرما ہیں اور موصوف آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ اٹھ کر گرم جوشی سے استقبال کرتے ہیں اور ان سے معانقہ کرتے ہیں۔'' میں نے رفیق موصوف کو ان کی صحت کا بتایا اور خدشہ ظاہر کیا کہ لگتا ہے کہ سفینہ کنارے آن لگا ہے۔ بعدازاں فون کر کے بعض رفقاء و احباب کو ان کی عیادت اور آخری ملاقات کی طرف متوجہ کیا کہ بلاشبہ وہ تو ہمیں نہیں پہچانتے لیکن ہم تو انہیں پہچانتے ہیں۔

اور پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ 4 اکتوبر بروز بدھ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ 03:58 منٹ پر ان کے چھوٹے بیٹے کا فون آیا۔ ان کے اس بیٹے کا زندگی میں پہلی مرتبہ فون آیا ورنہ عموماً ان کے بڑے بیٹے سے بات ہوتی تھی دل پر جو گزری وہ دل ہی جانتا ہے۔ فون اٹینڈ کیا تو بیٹے نے روتے ہوئے انتقال پرملال کی خبر سنائی۔ فوری طور پر رفقاء و احباب کو اطلاع کی۔ بہرحال جانے والا چلا گیا لیکن ان کی یادیں باقی ہیں اور نیک و خداترس انسانوں کی یادیں اتنی آسانی سے بھلائی بھی نہیں جا سکتیں۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے رجسٹرار نے معاملے کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے پاس پیش کیا جنھوں نے کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے دی کہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو ایک سے زائد ججز کا سماعت کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ 5 اکتوبر 2015ء کو ایک دوسرے جج جسٹس عظمت سعید کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے ساتھ شامل کر کے اس کیس کی سماعت کی گئی اور ایک مختصری کارروائی کے بعد ان دونوں ججز نے اس بنیاد پر کہ معاملہ پہلے سے فیڈرل شریعت کورٹ میں subjudice ہے اس لیے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

اس فیصلے سے قطع نظر' ججز کے جو ریمارکس اور بیانات اُس وقت کے اخبارات میں رپورٹ ہوئے، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اعلیٰ عدالتوں میں ایسے ''نامور'' ججز کا تعین کیا جانا بجائے خود ایک لمحہ فکریہ ہے اور اس سے ان کی اہلیت پر متعدد سوالات اٹھتے ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ سود کا مقدمہ ایک مرتبہ پھر اپنے بالکل ابتدائی مرحلے میں پہنچ کر وفاقی شرعی عدالت کے سامنے جا پہنچا اور اس میں 2002ء کی PCO عدالت کے فیصلے کے ذریعے بہت سے ایسے مباحث کو دوبارہ کھول دیا گیا جن پر سابقہ دو مقدمات میں تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی تھی اور بہت وضاحت کے ساتھ فیصلہ دیا جا چکا تھا' اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے نئے مباحث کا ڈول بھی ڈال دیا گیا جو اس مقدمے کو ایک نئی جہت کی طرف لے جانے کی ایک ناکام کوشش تھی۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 559 دن گزر چکے!

DAESH). Here I would recommend that the western rhetoric about these groups being created by the US, the same as the Taliban, and Al Qaeda, must never be taken literally. The first Gulf war involved the Arab states, with their puppet leaders, all ganging up with the western allies to attack Iraq, all under the pretext of "freeing" Kuwait. USA and UK military bases were set up in the Arab states. By the way, the false propaganda of Iraqi forces shutting off hospital supplies and killing babies in incubators was a "Hollywood" style show. It was filmed in the UK, in the Kuwait embassy using one of the Kuwaiti female members of staff dressed in a nurse's uniform and shedding crocodile tears, crying that the Iraqi soldiers had shut off power to "her" hospital. Iraq was fully supported by the Arab states in the Iraq-Iran war, which later Saudi claimed as "loans" given by Saudi Arabia to Iraq. Poor Saddam! He clearly thought he was being selected as the Ameer of the Arab states, something which a better leader had tried before in the form of General Gamal Abd Nasser, but in vain. Fast forward, after end of the first Gulf War, which was not by consensus of the ordinary mass Arab public, the public obviously questioning the wisdom of it all.

Biden, like his predecessors, is ignorant of American history. He needs reminding about how settlers, or squatters as they were, and are, called, were dealt with in the American Wild West. Add to this ignorance the supply of arms to the IRA, and Biden and his gang must look foolish. The UK led by a foolish stooge of the Indian fascist leader is forgetting that the UK's other illegitimate creation, Northern Ireland, and its problem, has not gone away. It has returned because of Brexit, the exit of the UK from EU. UK's problems do not end there. Places like Hong Kong of China, Gibraltar of Spain, the quiet western front of Falklands of Argentina, etc. and a northern section of Ireland are still around.

For the third consecutive Saturday in October, there were demonstration marches in support of Palestine in cities in the UK, as in other countries around the world. Many of the speeches pointed to the problem, not caused by the resistance of Hamas on 7 October, but by the intrusion into Palestine in 1948. This was in direct response to the immoral and brutal deliberate support by USA and UK for Israel, and its deliberate support and propagation of Israeli lies.

Some supporters of Palestine are now realizing that the 2-state solution is, and always was, a deceptive solution. The position of some Arab states to support the 2-state solution with 1967 as the basis is clearly stupid and completely non-workable.

The only solution for peace in Palestine is the One-state solution, back to 1948.

This is justice, civilized, and the most honorable solution for everyone.

إنا لله وإنا إليه راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ حیدرآباد، لطیف آباد کے رفیق شکیل احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ حیدرآباد، لطیف آباد کے رفیق شاہد شجاع کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ کراچی شمالی، ناظم آباد کے ملتزم رفیق جناب سید وجاہت علی کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0333-2219648

☆ حلقہ حیدرآباد، کے رفیق صہیب جمیل انصاری کے والد وفات پاگئے۔

☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم چک شہزاد کے مبتدی رفیق طلحہ افتخار کے والد وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0332-3686734

☆ حلقہ خیبر پختونخوا کے ناظم نشر و اشاعت محترم جنید کامران کے ماموں وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0316-9752774

☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن ہمک کے ناظم بیت المال عبدالحمید کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0300-9714484

☆ حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن ہمک کے ملتزم رفیق رمیز الاحسان کی ساس صاحبہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0321-5046449

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

The Palestinian Issue - II

Aslam Chouglay

In the present western propaganda, the illogical, immoral support for Israel, must raise questions amongst Muslims.

Biden bellowed about the "slaughter" of Israelis, a totally biased outburst statement and blaming the "terrorist" group, Hamas. Hamas is a resistance group the same as ANC (Mandela's group), the second world war French Resistance and the Polish Resistance. Murdering of thousands of Palestinians over the past 75 years is somehow just a "human" event. The state of Israel is often justified by the western media as a democratic state which makes everything they do as legally legitimate. Well, Hitler, Mussolini, etc., all were "democratically" elected. The rise of the fascist parties in the democratic western regimes is proof that democracy does not mean legitimacy. Don't forget the new rising fascist monster in the form of fascist regime of India. In the recent demonstration in New Delhi, as in other cities around the world, the Indian police made many arrests. Before the growth of the fascist regime in India, by democratic elections, from the 1990s, Indian government position was with the Palestinians.

Biden and his western regimes are all colonial powers. Their colonies and empires all as a result of piracy, invasion, ransacking, pillaging, enslaving and subjugating the people. They built roads and infrastructure to support their movements inside these countries, for their own benefit, not, as they claim, the good they did for these colonies. The colonial and imperialist mentality is driving them to this madness and massacre of innocent Palestinians. It is this *Taghut* and *Takabbur* mentality of supremacy ignorance, white over non-whites, which is driving them deep into savagery. Nothing to do with civilized and freedom and liberty behavior. They proudly boast of Israel's right to defend itself. Perhaps they can answer if the Germans occupying France had the right to self defence against the French resistance, and similarly against the Polish resistance. Both these resistances revered in modern history.

When it comes to slaughter of Muslims, these western regimes band together. For example, the current, unelected, UK Prime Minister is supporting this "global terror group", blinding the people of Britain by not mentioning their occupation of Northern Ireland. The resistance group of Ireland, IRA, was, and still is, designated as a terror group. Most importantly, blinding the people about the arms to IRA were supplied by, guess who? USA! He and members of this "global" terror group point the finger at Iran who is honorably supporting the resistance, supporting to withhold true international law.

Talking of "terrorist", imprisoning 2 million people, in Gaza for 20+ years, now terrorizing them 24 hours a day, bombing the Gaza towns, cutting off electric, gas, water, and food supplies. Strangling 2 million people is not mentioned because it involves Muslims, a torture and terror worse than gas chambers. Muslims can do nothing but pray for their fellow Muslims and take consolation in Surah Al-Buruj. Here the ring of people is the so called "international community", i.e., the gang of western regimes led by the US and UK.

Biden, madly shouts of annihilating Hamas, pointing to the crushing of ISIS (aka ISIL and

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21)

تنظیمِ اسلامی

کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

17 18 19

نومبر 2023ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) آغازِ اجتماع: نمازِ عصر (3:45)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ))

[رواہ مالک واحمد والطبرانی والحاکم]

معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

''میری محبت لازم ہوگئی اُن کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبّت کرتے ہیں اور مل کر بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔''

لہٰذا رضائے الٰہی کے حصول کے لیے بیعت سمع وطاعت کے مسنون معاہدہ میں منسلک رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے۔

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: 78-35473375(042)

Vol: 32 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.43

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore